Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57 * Regd No. P/G.D.P-3 * Phone No : 35

شمارہ (۲۰)

خلافت نمبر

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

خلافت نمبر

بابت

۱۵ ہجرت ۱۳۵۹ ہش

بمطابق

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ - ۱۵ مئی ۱۹۸۰ء

جلد: ۲۹

شمارہ: ۲۰

شرح چندہ

سالانہ ــــ ۲۰ روپے
ششماہی ــــ ۱۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۴۰ پیسے

اس شمارے میں

اداریہ

نظامِ خلافت ــــ ایمان اور اعمالِ صالحہ کیساتھ مشروط ایک عظیم روحانی انعام

ذاتِ باری تعالیٰ منجملہ دیگر بے شمار صفاتِ کاملہ کے ساتھ متصف ہونے کے چونکہ صفتِ نعیم وکریم کی بھی حامل ہے اس لئے اس کے افضال و انعامات کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں ہر آن موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہوتے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان بیش بہا افضال و انعاماتِ سماوی میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جن کا فیضان خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے طفیل بغیر کسی تخصیص و امتیاز اور بغیر کسی استحقاق و اہلیت کے ہر نوع کی مخلوق پر حاوی ہے اور جن سے بلا تفریق و امتیاز اشرف المخلوق انسان سے لے کر ایک کمزور و بے نوا چیونٹی تک اپنے اپنے ظرف و احتیاج کے مطابق فیضیاب ہو رہی ہے۔ زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف اس وسیع و عریض کائنات، اس کے ابلغ و محکم نظام اور اس نظامِ کائنات کے تمام اجزائے ترکیبی پر غور کیجئے ــــ یہ سب آپ کو کسی نہ کسی رنگ میں تمام مخلوقِ خداوندی کی بے لوث خدمت گذاری پر اس طور سے مامور نظر آئیں گے کہ مخلوقِ خدا کی کوئی جنس کسی جنس کی کوئی نوع اور کسی نوع کا کوئی فرد ان موجوداتِ عالم میں سے کسی ایک پر بھی اپنی بالادستی یا اختیاراتِ کُلّی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

دُوسری جانب خدا تعالیٰ کے بے شمار انعامات اس قبیل سے تعلق رکھتے ہیں جن کا نزول استحقاق و اہلیت کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی جس طرح ان نعمتوں کا حصول بعض مخصوص شرائط کو پورا کرنے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے بعینہٖ ان کا مورد بنے رہنے کے لئے بھی اسی استحقاق اور اہلیت کو برقرار رکھنا لازمی ہے۔

ناظمِ کون ومکان نے جہاں اس وسیع و عریض کائنات کو ایک شمسی محور کا پابند بنایا ہے وہاں اس کائنات کی اشرف ترین مخلوق ہونے کے ناطے اس نے ہر ایسے فردِ بشر کے لئے جو کارگاہِ حیات میں ترقی و سربلندی کا خواہاں ہو یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے اور مساعی کو مفید و نتیجہ خیز بنانے کے لئے ایسی منظم اجتماعی شکل اختیار کرے جو اپنے تمام اجزائے ترکیبی کے ساتھ ایک ہی نقطۂ مرکزی کی تابع ہو۔ حیاتِ انسانی کے مختلف شعبوں اور ان شعبوں کے مختلف النوع تقاضوں کے باعث یہ نقطۂ مرکزی بھی مختلف صورتوں اور کیفیات کا حامل ہو سکتا ہے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل اور جامع روحانی ضابطۂ حیات کا علمبردار ہے اس لئے اس نے اپنے متبعین کی روحانی استعدادوں کی نشوونما کے لئے اسی نقطۂ مرکزی کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی شکل میں پیش کیا ہے چنانچہ وہ اس بابرکت نظام کو اللہ تعالیٰ کی ایک ازلی سنّت قرار دیتے ہوئے ہمیں اس سے بایں الفاظ متعارف کراتا ہے کہ:- ما کانت النبوّۃ قط الّا تبعتھا خلافۃ۔ یعنی جب بھی اللہ تعالیٰ نے [illegible] نوعِ انسانی کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اپنا کوئی فرستادہ مبعوث کیا تو اس کے مابعد اس کے مقدس مشن کو جاری رکھنے اور پایۂ تکمیل [illegible] پہنچانے کے لئے سلسلۂ خلافت کو ضرور جاری فرمایا ہے۔

حقیقت [illegible] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کی بعثت محض ان بنیادی صداقتوں کی تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے جو [illegible] کے باعث دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی ہوتی ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا بابرکت وجود بھی بشری تقاضہ کے [illegible] محدود عرصۂ حیات کا حامل ہوتا ہے جبکہ ان کے سپرد تربیت و اصلاح کا مقدس فریضہ اپنی کما حقہٗ تکمیل کے لئے ایک طویل [illegible] زمانہ کا متقاضی ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ہر نبوت کے بعد اس کے تتمہ کے طور پر نظامِ خلافت کو جاری فرماتا ہے۔ اسی مفہوم کو بالفاظ دیگر ہم یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ آفتابِ نبوت کے ظاہری غروب کے بعد نظامِ خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ماہتابِ [illegible] کا انتظام فرماتا ہے جس کے روحانی انعکاس سے الٰہی جماعت عرصہ دراز تک نورِ نبوت کا اکتساب کرتی چلی جاتی ہے۔

پس خلافت علیٰ منہاج نبوت کا بابرکت نظام اللہ تعالیٰ کے بیش بہا روحانی انعامات میں سے ایک ایسا عظیم الشان آسمانی انعام ہے جو فیضانِ نبوت کو ایک غیر معمولی طور پر طویل عرصہ تک جاری و ساری رکھتا ہے مگر اس سلسلہ میں کبھی اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جانا چاہئیے کہ یہ عظیم اور بابرکت نعمت بھی اللہ تعالیٰ کے ان گرانبہا انعامات میں سے ایک ہے جن کا حصول استحقاق و اہلیت کا متقاضی ہے اور جن کی بقا بھی اس معیارِ استحقاق کو ہر آن برقرار رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اُمّتِ مسلمہ میں نظامِ خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ تمکینِ دین، استحکام توحید اور قیامِ امن جیسے مہتم بالشان فیوض و برکات کا تذکرہ کیا ہے وہاں سب سے پہلے اس نے اس روحانی نظام کے استحقاق کے لئے یہ شرائط پیش کی ہیں کہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یعنی اس روحانی انعام کے اہل صرف وہی لوگ قرار پائیں گے جو ایمان اور عملِ صالح کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے والے ہونگے اس جگہ چونکہ روحانی خلافت کا ذکر ہو رہا ہے لہذا نفسِ مضمون کے اعتبار سے آیت زیر بحث میں اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت کے الفاظ میں مخصوص طور پر ایمان بالخلافت اور ان اعمالِ صالحہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو خلافت جیسی نعمت کو قائم و دائم اور جاری و ساری رکھنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ دورِ اوّل کے مسلمان جب تک ان شرائط پر کاربند رہے اور ایمان و اعمالِ صالحہ کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتے رہے تب تک بمطابق فرمانِ نبوی۔

ثم تکون الخلافۃ علیٰ منھاج النبوّۃ ما شاء اللہ ان تکون (مسند احمد [illegible] و بیہقی)

اللہ تعالیٰ کا مشروط حتمی وعدہ "لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ" بھی ان کے حق میں پورا ہوتا رہا چنانچہ خلافتِ راشدہ کے مختصر مگر انتہائی بابرکت دور میں نہ صرف مسلمانوں کی صفوں میں مکمل اتحاد رہا بلکہ وہ اپنی تنظیمی قوت کو مجتمع رکھنے کے باعث اپنی عددی و جغرافیائی حدود کو روز افزوں وسعت دینے کے ساتھ ساتھ اعلائے کلمۂ اسلام کے مقدس فریضہ کو بھی تمام وکمال انجام دیتے رہے مگر جب بعد میں آنے والے غیر تربیت یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں اس عظیم روحانی انعام کی قدر و منزلت گھٹنی شروع ہو گئی اور انہوں نے اپنی ناعاقبت اندیشی کے باعث خلافت کی بابرکت قبا کو چاک کر کے اُمّت کے مجتمع شیرازے کو خود اپنے ہی [illegible]

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۲ پر)

تبرکات

انبیاء کے خلفاء کا انتخاب عمر بھر کیلئے ہوتا ہے

رشحات قلم حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ بیش قیمت بصیرت افروز تحریر عرصہ قریباً ۳۸ سال پہلے کی ہے جو قبل از تقسیم ملک خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد خلافت میں قادیان سے شائع ہونے والے ماہنامہ "فرقان" مجریہ مارچ ۱۹۴۲ء کی زینت بنی تھی ہم اسے حصول برکت اور افادہ احباب کی غرض سے ذیل میں نقل کر رہے ہیں

ایڈیٹر بدر

از روئے لغت لفظ خلیفہ ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو دوسرے کا قائمقام ہو کر اُسی کے کام کو کرنے والا ہو۔ اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے "خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ امام جو اس کے نبی کا قائمقام ہو کر نبی ہی کے کام کو کرنے والا ہو جس کا فیصلہ دینی معاملات میں آخری فیصلہ سمجھا جائے جو شریعت کو قائم کرنے والا، احکام شریعت کا اجراء کرنے والا، مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والا اور اس بات کی نگہداشت رکھنے والا ہو کہ مسلمان اسلامی صراط مستقیم سے نہ بھٹکیں"۔

قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب نظام خلافت پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے اس تفصیل میں جانا اس وقت میرا مقصود نہیں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ کا تقرر کسی محدود زمانہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ تقرر زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے مندرجہ ذیل دلائل سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

منصب خلافت کے لئے موزوں ترین ہستی کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے یہ امر آیت استخلاف سے یعنی لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (سورہ نور آیت ۵۵) سے عیاں ہے کیونکہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور وہ خود اس بات کا ذمہ دار ہے کہ جب تک مومنوں کی جماعت بحیثیت مجموعی اپنے ایمان پر قائم رہے گی اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالے گی اللہ تعالیٰ ان میں نبی کا خلیفہ بناتا رہے گا اور اس انتخاب کو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں رکھے گا جس طرح اس سے قبل اس نے بنی اسرائیل میں انبیاء کے انتخاب کو اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا "ان اللہ عزوجل مقمصک قمیصًا فلا تخلعہ" (جلد ۶ صفحہ ۵۷) حضرت نبی کریم ؐ نے اس حدیث میں حضرت عثمان ؓ کو نصیحت فرمائی تھی کہ جب تیرے زمانہ خلافت میں ایک فتنہ بپا ہوگا اور بعض بیوقوف تجھ سے مطالبہ کریں گے کہ تو اپنی خلافت

خلافت کو کسی اور کے حق میں اتار دے تو اس وقت یاد رکھنا کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور جو خلعت خدا نے تجھے دیا ہے اسے لوگوں کے کہنے سے اتارنا ٹھیک نہیں۔ اس حدیث نبوی میں بھی مذکورہ بالا قرآنی اصل کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اسی اصول کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں:۔ "آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادیگا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں"۔ (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

پس اگر یہ صحیح ہے کہ خلیفۃ النبی کا انتخاب خود خدا فرماتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس سے ثابت کیا گیا ہے تو پھر یہ عیاں ہے کہ جو قمیص خدا پہنائے اُسے بندے نہیں اُتار سکتے اگر ہم یہ تسلیم نہ کریں تو پھر یا تو ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے وقت انتخاب غلطی سے کسی نااہل کو اپنے نبی کا خلیفہ بنادیا اور اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی غلطی کی تصحیح کریں (والعیاذ باللہ) اور یا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وقت انتخاب منتخب خلیفہ اس عہدہ کا اہل تھا مگر ایک عرصہ گذر جانے کے بعد اب وہ اس کا اہل نہیں رہا اور اب [illegible] منصب خلافت سے اُتار کر کسی اور کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اندریں صورت یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہم یا تو وقت انتخاب اللہ تعالیٰ کو صفت [illegible] سے عاری سمجھیں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ شخص کسی وقت منصب خلافت کا اہل نہیں رہے گا یا ہم اس وقت جب خلیفہ وقت ہماری نظروں میں منصب خلافت کا اہل نہیں رہا اللہ تعالیٰ کو صفت قدرت سے خالی سمجھیں کہ اس کا منتخب کردہ خلیفہ اپنے منصب کا اہل نہیں رہا تاہم وہ اسے عہدہ خلافت سے علیحدہ نہیں کرسکتا اور اپنے مومن بندوں کے گروہ کو فتنہ میں ڈال رہا ہے (والعیاذ باللہ) جب یہ ساری صورتیں کسی نہ کسی خرابی کو مستلزم ہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ صورتیں غلط ہیں اور درست مسئلہ یہی ہے کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ساری زندگی اس منصب پر سرفراز رہتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو شخص خلیفہ [illegible] کے انتخاب کو اپنا انتخاب سمجھتا ہے وہ تعلیم قرآنی و احکام اسلامی سے بے بہرہ ہے اور [illegible] رہا ہے کہ جب بھی کوئی گروہ کھڑا ہو کر خلیفہ وقت کو معزول کرنا چاہے ہمیں اس کی آواز پر لبیک کہنی چاہیئے اس میں صرف ایمان ہی کی کمی نہیں عقل کی بھی کمی ہے کہ اسلام میں ایسے فتنہ کا دروازہ کھولتا ہے جسے ہماری عقل بھی صحیح تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۷ مئی کے الفضل میں درج شدہ اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کے گردوں میں تکلیف ہے۔ اینٹی بایوٹک ادویات دی جارہی ہیں"۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی کامل شفایابی، صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۲ ہجرت (مئی) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مع اہل و عیال و جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ

خطاب برموقع جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۹ء کا ملخص

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ العالی

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریاست جموں و کشمیر میں شاہی طبیب تھے ایک دن ریاست کے وزیر اعظم نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار دیا جو آپ نے اپنے دعویٰ ماموریت کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان دیکھنے کے لئے امریکہ اور یورپ کے تمام مذہبی نمائندوں اور لیڈروں کو بھجوایا تھا آپ اشتہار پڑھتے ہی عازم قادیان ہوئے وہاں پہنچ کر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رخ مبارک پر آپ کی نظر پڑی تو آپ نے (دیکھتے ہی) دل میں یہ کہا کہ یہی مرزا ہو تو میں اس پر سارا ہی قربان ہو جاؤں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اوّل المبایعین اور احمدیت کے صدیق تھے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے تھے کہ آپ ایک جوش اور صدق کے نشہ میں سرشار ہو کر اٹھے اور کہا رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِکَ مَسِیْحًا وَّ مَھْدِیًّا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ پر فرحت و انبساط کے آثار پیدا ہو گئے اور آپ خاموش ہو گئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو ارشاد فرمایا کہ ایک فہرست ان غیر مسلموں کی تیار کریں جو ہمارے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تعمیل ارشاد میں آپؓ نے ایک فہرست تیار کی اور اس میں سب سے پہلے اپنا نام درج فرمایا جب بعض دوستوں نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا کہ مجھے حقیقی اسلام کا شرف تو حضرت اقدس علیہ السلام کے ذریعہ ہی حاصل ہوا ہے اس لئے میں نے اپنا نام بھی اس فہرست میں درج کر دیا ہے۔

ایک دفعہ کسی دوست نے آپ سے قادیان سے کہیں باہر جانے کی درخواست کی تو آپؓ نے فرمایا میرا ایک آقا ہے میں بدون اس کے اذن کے حرکت نہیں کر سکتا۔ مجھے کوئی حاجت نہیں۔ میری ضروریات کا خدا متکفل ہے میں اسی پر توکل کرتا ہوں۔

آپ کی بلند حوصلگی اور اعلیٰ اخلاق کی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا تو مقدمہ میں گواہی کے لئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی گواہ بن کر گئے اور عدالت سے باہر نکل کر وہ باہر کسی دوست کی چادر پر بیٹھنے لگے تو اس نے ان کے نیچے سے اپنی چادر کھینچ لی آپ نے یہ نظارہ دیکھا تو فوراً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے پاس گئے اور کہا آئیے آپ ہمارے پاس بیٹھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگاہ میں حضرت خلیفہ اوّل کا کیا مقام تھا اس کو واضح کرنے کے لئے مکرم چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد تحریرات اور فرمودات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے آپ کو خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ابرار و اخیار و مومنین کا فخر، مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور۔ ذکی الفہم حدید الفواد۔ فصیح اللسان۔ نخبۃ الابرار۔ زبدۃ الاخیار۔ نخبۃ المتکلمین۔ زبدۃ المؤمنین۔ خدام الدین کا سردار۔ سلیم دل اور عظیم خلق والا۔ سب سے زیادہ محبت کرنے والا دوست۔ عاشق قرآن اور دیگر کئی القاب سے نوازا ہے۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "میں ان پر رشک کرنے والوں میں سے ہوں"۔ "آپ کی اکثر خوبیوں پر مجھے رشک آتا ہے"۔ "آپ ہر امر میں میری اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض کی حرکت تنفس کی پیروی کرتی ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:۔

"میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس اللہ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں خوشنودی کی سند عطا کر کے اس عاشق کا نام روشن فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا قادیان میں تمام اہل الرائے احباب حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر جمع ہوئے اور سب نے بالاتفاق ایک تحریر تیار کی جس میں حضرت مولوی نور الدین صاحب سے خلافت کی درخواست کی گئی اور وہ تحریر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ نے ان کی بات سنی اور فرمایا۔ "میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔" چنانچہ پانی منگوایا گیا آپؓ نے وضو فرمایا اور دو نفل ادا کئے اور پھر فرمایا چلو ہم اسی جگہ چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے چنانچہ تمام احباب باغ میں تشریف لے گئے وہاں وہ تحریر سنائی گئی جو اہل الرائے احباب نے تیار کی تھی اور آپؓ سے بیعت کی درخواست کی گئی تھی آپؓ نے جواب میں ایک تقریر فرمائی اور فرمایا مجھے کسی عہدہ یا امام بننے کی خواہش نہیں میں ضعیف ہوں اور اکثر بیمار رہتا ہوں اور خلافت کا کام آسان نہیں لیکن اگر تم میری بیعت کرنا ہی چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے بیعت کرنے کے بعد انسان اپنی تمام حریت اور بلند پروازیاں کو چھوڑ دیتا ہے

بہرحال آپؓ نے بیعت لی اور پھر حضور علیہ السلام کا جنازہ پڑھایا اس کے بعد نماز عصر ادا کی اور احباب نے حضور کے چہرہ مبارک کی زیارت کی اور پھر تدفین عمل میں آئی۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے بحیثیت سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ اخبار الحکم اور بدر میں بیرونی جماعتوں کو قیام خلافت سے آگاہ کیا۔

حضرت خلیفہ اوّل نے بہت سے کارنامے سرانجام دئے ہیں آپؓ نے واعظین کا تقرر فرمایا۔ جماعت کی دینی تعلیم کا خیال رکھا علوم قرآن کا سلسلہ جاری رکھا یتامیٰ کی بھلائی کا خیال رکھا کسب خیر کی تمام راہوں پر گامزن رہ کر جماعت کے لئے نمونہ بنے جماعت کی روحانی تربیت کی آپ کا سب سے اہم کارنامہ خلافت کا استحکام ہے آپ نے خلافت سے متعلق اہم مسائل کو تفصیل سے بیان فرمایا اگر آپؓ بار بار اور پُر زور الفاظ میں ان مسائل کو بیان نہ فرماتے تو جماعت کا شیرازہ بکھر جاتا اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے امت مسلمہ کی تقویت اور وحدت کا سامان کیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو کھڑا کر کے

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

کی وحدت اور تقویت کا انتظام فرمایا۔

آپؓ کی ذات ہر خاص و عام کے لئے فیض رساں تھی نہایت بے تکلف تھے نشست میں سادگی ہی سادگی تھی آپ کے دربار میں ہر کس و ناکس کو رسائی حاصل تھی۔ ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑے کی پیٹھ سے آپ گر پڑے آپ کی دائیں کنپٹی پر گہرا زخم ہو گیا جو بعد میں ناسور بن گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور آپ کو صحت عطا فرما دی بیماری کے دوران ایک عرصہ تک آپ اپنی نشستگاہ سے باہر نہ گئے لیکن علاج معالجہ اور تدریس کا سلسلہ جاری رہا آپ کی اہم تقاریر اسی زمانہ کے بعد کی ہیں۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اپنی ذات پر نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے فرمایا ستمبر ۱۹۰۴ء میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف پہلی مرتبہ حاصل ہوا حضرت والدہ صاحبہ نے بیعت کی تو خاکسار بھی ہمراہ تھا اکتوبر ۱۹۰۴ء میں جب حضور سیالکوٹ تشریف لائے تو حضرت والد صاحب اور چوہدری محمد امین صاحب کی چار روز آپ سے ملاقات ہوتی رہی جس میں آپ سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا میں بھی اس ملاقات میں ساتھ ہوتا تھا اور اس طرح میں آپ کو پہچاننے لگ گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت والد صاحب عدالتی تعطیلات کی چھٹیوں میں قادیان تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ تھا ان دنوں مجالس میں شرکت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں حضرت خلیفہ اوّل کا والد صاحب کے نام خط آیا جس میں تحریر تھا کہ اپنے بچے کی بیعت کروا دیں۔ چنانچہ ستمبر میں قادیان جا کر بیعت کر لی اس سے قبل میں اپنے

(باقی صفحہ ۶ پر)

انعاماتِ نبوّت کو دائمی بنانے کا ذریعہ خلافت ہے

از محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ایڈیشنل ناظر امورِ عامّہ قادیان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامورین کا نصب العین اس کی توحید کو قائم کرنا ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ وہ خدا کی بادشاہت اور رُوحانی نظام کو قائم کرنے کے لئے آتے ہیں ابتدائے آفرینش سے ہی اللہ تعالیٰ نے روحانی نظام کو قائم کرنے کا یہی طریق جاری فرمایا ہے کہ نبی کے ذریعہ اس نظام کی بنیاد رکھتا ہے اپنی شریعت جاری فرماتا ہے خالق و مخلوق کے تعلق کو مضبوط کرتا ہے اور پھر خلفاء کے ذریعہ اس روحانی نظام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپؐ کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الجمعہ)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے اُمیوں میں اپنے عظیم رسولؐ کو مبعوث فرمایا جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیات کو پڑھتا ہے ان کا تزکیہ نفوس کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پیشتر کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں نبوّتِ محمدیہ کے چار مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔

1. تلاوتِ آیاتِ خداوندی
2. تزکیۂ نفوس
3. تعلیم کتاب
4. تعلیم حکمت

یہ چاروں مقاصد آنحضرت صلعم کے ذریعہ پورے کئے گئے آپؐ کے ذریعہ قرآن مجید میں اعلیٰ وارفع شریعت قائم کی گئی صحابہ کرام کو آپؐ کے ذریعہ معارفِ قرآنی سکھائے گئے ان کا تزکیہ نفوس ہوا اور انہیں آسمانی احکام کے وہ اسرار اور حقیقتیں سکھائی گئیں کہ وہ دنیا بھر کے علم اور استاد بن گئے۔ پھر خدا نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جس کا ذکر سورہ نور کی ان آیات میں ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے جو نیکوکار ہیں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا (ان میں خلافت کو قائم کرے گا) اور یہ اس سنت کے مطابق ہوگا جیسا کہ وہ پہلے نبیوں کی جماعتوں میں اس نظامِ خلافت کو قائم کرتا رہا ہے پھر اس بابرکت نظامِ خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے برگزیدہ دینِ اسلام کو تمکنت بخشے گا۔ اسے مضبوط کرے گا اور اسے دنیا بھر میں پھیلائے گا اس راستہ میں ان پر جو بھی خوف کی حالتیں پیدا ہوں گی اللہ تعالیٰ انہیں ان سے بدل دے گا وہ لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے ان خلفاء کا انکار کرنے والے اور اس نظامِ خلافت کی ناقدری کرنے والے خدا کے ہاں نافرمان اور فاسق قرار پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبوّت کے بعد سب سے بڑی نعمت خلافت کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ انعاماتِ نبوّت کو دائمی بنانے کا ذریعہ خلافت ہے سورہ جمعہ میں جن مقاصدِ نبوّت کا ذکر ہے انہیں مقاصد کی تکمیل سورہ نور کی مذکورہ آیت میں ہے یعنی خلافت نبوّت کا تتمہ اور تکملہ ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ

(کنز العمال) کہ ہر نبوت کے بعد دورِ خلافت ضروری ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوّت کے بعد خلافت کا وجود نہ ہو۔

نبی کے انتخاب میں مشیتِ ایزدی کام کررہی ہوتی ہے نبی کے ماننے والے ایک ایک دو دو کرکے اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوتے ہیں اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں نبی کے ہر حکم کی تعمیل کرنا موجبِ سعادت سمجھتے ہیں۔

نبی کے تربیت یافتہ صحابہ کی جماعت اپنے عاشقانہ ولولہ کے ماتحت یہ تصوّر بھی نہیں کرسکتی کہ خدا کا نبی ایک دن وفات پاجائے گا لیکن نبی آخر انسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متبدّل قانون کے ماتحت آخر ایک دن اسے موت کا گھونٹ پینا پڑتا ہے جو تمام آدم زادوں کے لئے ابتداء سے مقدر ہے اور اسے اس دارِ فانی کو چھوڑنا پڑتا ہے اس سانحہ کے وقوع پذیر ہونے پر ایک زلزلہ پیدا ہوتا ہے اور مومنوں کی جماعت کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے سہارا ہوگئے ایسے موقع پر کمزور طبائع ڈگمگا جاتی ہیں دشمن بھی سر نکالتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ گلشنِ روحانیت تباہ برباد ہوجائے گا۔ لیکن خدا کا زبردست ہاتھ نبی کی جماعت کو سنبھال لیتا ہے اور قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ پریشان دلوں کو تقویت اور تمکنت عطا فرماتا ہے یعنی خدا اپنے وعدے کے مطابق اس جماعت میں سلسلۂ خلافت جاری فرماتا ہے

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶)

حضرت مسیح علیہ السلام نے اس میں اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ چونکہ ہر انسان کے لئے موت مقدر ہے اس لئے میں بھی تم سے جدا ہو جاؤں گا لیکن اگر تم چاہو تو بحیثیت قوم ابد تک زندہ رہ سکتے ہو۔ انسان اگر چاہے بھی تو وہ ابد تک زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اگر قومیں چاہیں تو خلافت کے ذریعہ ابد تک زندہ رہ سکتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ امر بیان فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہوگا اس کے بعد ظالم بادشاہوں کا دور رہے گا پھر جبری حکومت کا زمانہ آئے گا اور اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دور شروع ہوگا۔

سورہ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانی آخرین میں بھی ہونی تھی اور اس وقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور دوبارہ شروع ہونا تھا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود، مہدی معہود اور موعود اقوامِ عالم بنا کر بھیجا آپ نے آکر مایوس قوم کو بشارت دی۔ تلاوتِ آیات تزکیۂ نفوس تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کا کام سرانجام دیا اور بتایا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے وہ آج بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح آج سے ۱۴۰۰ سال قبل موجود تھا۔ بلکہ ہمیشہ سے موجود ہے اور وہی خدا ہے جس نے قرآن مجید نازل فرمایا اور اسلام کو ابدی دین قرار دیا اسی خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے خدائی وعدہ کے ماتحت اس دین کو کل ادیان پر غالب کر دکھاؤں اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کام کی تکمیل خلافت کے ذریعہ ہوگی جو انعاماتِ نبوّت کو دائمی بنانے کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ فرمایا:-

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں جب میں جاؤں گا تو پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (رسالہ الوصیت)

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ نے بارہ صد افراد کی موجودگی میں حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب فرمایا اور جماعت احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے آپ اکیاون سال تک مسندِ خلافت پر متمکن رہے

اور آپ کے عہد خلافت میں جماعت کو ہر لحاظ سے تمکنت حاصل ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے سعی بلیغ فرمائی اور آپ کے عہد خلافت میں جماعت پنجاب اور ہندوستان سے نکل کر باہر کے ملکوں میں پھیل گئی۔ اور جب نومبر ۱۹۶۵ء میں آپ کا وصال ہوا تو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کے زمانہ میں بھی جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو یہ الہام نازل ہوا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" اسے ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور یہ سب برکتیں خلافت کی وجہ سے ہیں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام* کی آمد کا مقصد ناقص اور نا تمام رہ جاتا۔

پس شرعاً اور عقلاً نبوت کے بعد انعامات نبوت کو دائمی بنانے کے لئے خلافت کا قیام لازمی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ صحیح دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ دین کو تمکنت اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ نبی کی روحانیت کا دور لمبا ہوتا ہے میں آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث درج کر کے اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں

حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد نہایت ہی مؤثر رنگ میں وعظ فرمایا۔ وہ وعظ ایسا دردناک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل خوف سے بھر گئے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ حضور ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری وصیت ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور امام اور خلیفۂ وقت کی پوری پوری اطاعت کرو خواہ حبشی غلام ہو۔ یاد رکھو کہ میرے بعد زندہ رہنے والے بہت سے اختلاف دیکھیں گے۔ پس تم پر فرض ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتباع کرو اور پختگی سے اس پر قائم ہو جاؤ نئے نئے امور سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ تمام فتنوں اور بدعتوں کا علاج صرف یہ ہے کہ سنت نبویؐ اور سنت خلفاء کو راہبر بنایا جائے۔ دین حنیف کے قیام اور اس کی حفاظت اور اس کی اشاعت کا یہی طریق ہے کہ سنت نبویؐ اور سنت خلفاءؓ کی اتباع کی جائے۔

از روئے قرآن مجید و احادیث نبویہ خلافت انعامات نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ ہے اور اس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنوں سے فرمایا ہے گویا خلافت بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے دی جانے والی دائمی نعمت ہے۔ مگر اس کے پانے اور محفوظ رکھنے کے لئے ایمان اور عمل صالح ایک لازمی شرط ہے۔

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بقیہ)

آپ کو احمدی ہی خیال کرتا تھا لیکن اگر حضرت مولوی صاحبؓ توجہ نہ دلاتے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت سے محروم رہ جاتا

محترم چودھری صاحب نے فرمایا آپ خلیفہ بنے تو خاکسار بیعت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بعد اکثر وقت حضور کی صحبت اور شفقت میں گذارنے کا موقعہ ملتا رہا ۱۹۱۰ء میں بیماری کے دوران آپ اپنی نشست سے باہر نہ جا سکتے تھے اس لئے مسجد کی بجائے آپ اپنی چارپائی کے پاس ہی نماز ادا کرتے۔ آپ تکیوں کے سہارے بیٹھ کر مریضوں کو دیکھتے۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے۔ منصب خلافت سے متعلق احکام اور ہدایات جاری کرتے۔ اذان ہوتی تو احباب سے فرماتے مسجد میں جا کر نماز ادا کرو۔ میں پہلے دن حاضر ہوا اور آپ کے ارشاد پر نماز کے لئے مسجد میں جانے لگا تو فرمایا تم یہیں نماز ادا کرو۔ ان دنوں شیخ تیمور صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے میں آپ کے دائیں جانب چند انچ فاصلہ پر کھڑا ہوتا تو آپ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے قریب کر لیتے ایک دن اتفاق سے تیمور صاحب موجود نہیں تھے تو آپ نے مجھ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ اور خود میری اقتداء میں نماز پڑھی۔ ایک دفعہ آپ کے جسم مبارک کو دبانے کا موقع بھی ملا۔ اس دن آپ نے فرمایا۔ میاں ہم نے آپ کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ انگلستان تعلیم کے لئے جانے کی تیاری کرنے لگا تو آپ کی خدمت میں اجازت کا طالب ہوا۔ آپ نے میرے خط پر نہایت مختصر طور پر تحریر فرمایا۔ استخارہ کریں آپ بھی اور آپ کے والد بھی۔ اور اگر اطمینان ہو تو اجازت ہے۔ انگلستان جا کر بھی میں آپ کی خدمت میں خط لکھتا رہا۔ آپ میرے خطوط کا جواب دیتے۔ میری واپسی آپ کی وفات کے چند ماہ بعد ہوئی۔ جب قادیان آیا تو عزیزم میاں عبد الحی مرحوم نے مجھے بتایا کہ آپ جب بھی مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے ظفر اللہ کے خطوط میری جیب میں ڈال دو ہم اس کے لئے دعا کریں گے۔

انگلستان کی روانگی سے پہلے آپ نے از راہ شفقت مجھے اپنے پاس بٹھایا اور چند نصائح لکھوائیں جن سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

محترم چودھری صاحب نے فرمایا ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو دو بجے کے قریب سجدہ کی حالت میں آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات پر پاک و ہند کے اخبارات نے بکثرت تبصرے لکھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا:-

"حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی ثم قادیانی وہ علامہ دہر تھے جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذری ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآنی سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔" (الہلال کلکتہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳۷۳)

(منقول از الفضل ۶ جنوری ۱۹۸۰ء)

قادیان میں شادی کی ایک تقریب

مورخہ ۷۔ ہجرت (مئی) ۱۹۸۰ء کو بعد نماز عصر مکرم محبوب احمد صاحب امروہی ابن مکرم ضمیر احمد صاحب امروہی مرحوم کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح مکرمہ مجیدہ نصرت صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش نائب ناظر اعلیٰ کے ساتھ ہو چکا تھا۔ چنانچہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں دولہا کی گلپوشی کے بعد تلاوت کلام پاک ہوئی۔ بعدہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد برات مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش کے مکان پر گئی یہاں پر بھی تلاوت و نظم کے بعد محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔

مورخہ ۹۔ ہجرت (مئی ۱۹۸۰ء) کو مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری جو مکرم محبوب احمد صاحب امروہی کے پھوپھا ہیں آپنے مکان پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

(ایڈیٹر بدر)

(MARBLE-CLADING)

مینارۃ المسیح پر "ماربل کلیڈنگ" کا افتتاح!

الحمد للہ کہ مورخہ ۷۔ ہجرت (مئی ۱۹۸۰ء) کو مینارۃ المسیح پر سنگ مرمر کی پلیٹیں چڑھانے کا کام اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ شروع ہو گیا مورخہ ۵۔ ہجرت (مئی) کو مکرم بشیر الدین احمد صاحب جنہیں محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے مکرانہ (راجستھان) میں سنگ مرمر کی پلیٹیں وغیرہ تیار کرنے کے کام کی نگرانی پر مقرر کیا ہے، ایک ٹرک پلیٹیں اور چند کاریگروں کو لیکر قادیان پہنچے تھے۔

پروگرام کے مطابق ۷۔ ہجرت (مئی) کو قبل نماز مغرب ۷ بجے احباب قادیان و مستورات مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے سنگ مرمر کی ایک پلیٹ نصب فرمائی۔ بعدہٗ اجتماعی دعا فرمائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء مبارک کے مطابق بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور کام کرنیوالوں کی صحیح رہنمائی فرمائے۔ آمین

"ایڈیٹر بدر"

تقریر جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۷۹ء

قسط اوّل

خلافت احمدیہ اور اس کی برکات

از محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

خلافت احمدیہ، قرآن و حدیث اور پرانے صحیفوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت ہے۔ جس کا سلسلہ حضرت خاتم الخلفاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود سے شروع ہوا۔ آپؑ کا دورِ سعادت سنہ ۱۸۳۵ء تا سنہ ۱۹۰۸ء تھا۔

یہ خلافت جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتی ہے ایک ایسا نظام ہے جو خالصۃً الٰہی تحریک کے ذریعہ سے قائم ہوا ہے اور اُسی طریق اور منہاج پر قائم کی گئی ہے جس پر قدیم سے الٰہی سلسلے قائم ہوتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب دنیا کے لوگ اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اپنی پیدائش کی غرض و غایت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور قربِ الٰہی سے محروم ہو کر سینہ اخلاقی و روحانی مقام سے گر جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کو مبعوث فرما کر انہیں پھر اُٹھاتا ہے جیسا کہ ہر نبی کے وقت میں ... حضرت مسیح موعود ... کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے حالتِ کشف میں دیکھا کہ میرے اندر خدا حلول کر گیا ہے اور میرا کچھ باقی نہیں رہا۔ بلکہ سب کچھ خدا کا ہو گیا ہے اور گویا میں خدا بن گیا ہوں۔ اور پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ "ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں"۔ اس الہام کے اندر ایک بہت بڑا دعویٰ ہے۔ گویا نظامِ احمدیت سے یہاں کا آسمان بھی بدل جائے گا اور زمین بھی بدل جائے گی۔ اور اس انقلاب سے دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کی کوئی قوم باہر نہیں رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ... کوئی ولی نہیں مگر وہی جو مجھ سے ہوگا ... میرے عہد پر ہوگا۔"

(ترجمہ از خطبہ الہامیہ ص ۷۰)

نیز فرمایا :۔

"خدا نے سورۃ نور میں ہم کو بشارت دی ہے کہ خلیفے اسی اُمت سے ہوں گے پس ضرور اسی طریق پر خاتم الخلفاء مسلمانوں میں سے پیدا ہوا اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے۔" (ایضاً ص ۱۵۵)

نیز فرمایا :۔

"میں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔"

خلافت کا بابرکت نظام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے کا کلام مجھے فرماتا ہے ...... کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہے ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے ...... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اُس کی تخم ریزی اُن کے ہاتھ سے کرا دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں انہیں وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے .... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے .... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ..... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا ..... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا ..... سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی سنت کو ترک کر دے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔" (الوصیت)

خلفاء کے تقرر اور ان کے مقام کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے کہ خلافت کا منصب ورثہ میں نہیں آ سکتا۔ بلکہ یہ ایک مقدس امانت ہے جو مومنوں کے انتخاب کے ذریعہ جماعت کے قابل ترین، اتقیٰ شخص کے سپرد کی جاتی ہے اور چونکہ نبی کی جانشینی کا مقام ایک نہایت نازک اور اہم روحانی مقام ہے اس لئے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ گو بظاہر خلیفہ کا انتخاب لوگوں کی رائے سے ہوتا ہے مگر اس معاملہ میں خدا تعالیٰ خود آسمان سے نگرانی فرماتا ہے اور اپنے تصرفِ خاص سے لوگوں کی رائے کو ایسے رستہ پر ڈال دیتا ہے جو اس کی منشاء کے مطابق ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے خلفاء کے تقرر کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ آیتِ استخلاف میں خلافت کا ایمان اور اعمالِ صالحہ سے مشروط وعدہ ہے۔ اسلام میں خلیفہ کا انتخاب عمر بھر کے لئے ہوتا ہے اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحتِ عامہ کے ماتحت اسے رد کر کے دوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ اپنے اختیارات میں اپنے نبی متبوع کی ہدایات کی قیود کے اندر محدود ہے۔ خلافت کے نظام کے متعلق اصولی نوٹ درج کرنے کے بعد جماعت احمدیہ میں پہلے خلیفہ کے انتخاب کی مختصر روداد بیان کی جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا عہدِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد قادیان اور بیرونجات کے جو احمدی جمع تھے ان میں جماعت کا چیدہ حصہ شامل تھا۔ انہوں نے حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر اطاعت اور اتحاد کا عہد باندھا۔ اس انتخاب اور اس بیعت میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے جملہ افراد اور تمام حاضر الوقت احمدی اصحاب شریک و شامل تھے اور کسی ایک فرد نے بھی اس انتخاب سے اختلاف نہیں کیا۔ غرض اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ صرف جماعت احمدیہ کا بلکہ صدر انجمن احمدیہ کا بھی یہ پہلا اجماع خلافت کی تائید میں ہوا۔ اور قلیل ترین عرصہ میں جماعت کا ہر متنفس خلافت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

حضرت خلیفہ اوّلؓ جماعت میں شمولیت کے اعتبار سے اوّلیت کا مقام رکھتے تھے اور روزِ اوّل سے اپنے اخلاص۔ قربانیوں۔ تقویٰ و طہارت۔ علم و فضل۔ اخلاق و اعمال کے اعتبار سے ممتاز تھے اور جماعت کے بزرگ ترین اصحاب میں سے تھے۔ تمام جماعت میں آپ کا ایک خاص اثر اور رعب تھا۔ حضرت مولوی صاحب دینی علم میں کامل ہونے کے علاوہ علم طب اور دیگر علوم مشرقیہ میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپؓ کے دور میں جماعت نے بدستور ترقی کی۔ متعدد پبلک عمارتوں کی تعمیر ہوئی۔ احمدیہ پریس میں نمایاں اضافہ ہوا۔ انگلستان کا پہلا مشن آپؓ کے زمانہ کی یادگار ہے سنہ ۱۹۱۰ء میں آپؓ گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے۔ یہی بیماری بعد میں عود کر کے آپ کی وفات کا باعث بنی۔ آپؓ کا بہت بلند مقام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کی شان میں یہ شعر ارشاد فرمایا؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

جماعت میں انشقاق کا بیج

خلافت اولیٰ کے قیام کے بعد بعض لوگوں نے آہستہ اور مخفی انداز سے خلیفۂ وقت کے بارہ میں ایسے خیالات پھیلانے شروع کئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء تھا کہ آپ کے بعد صدر انجمن احمدیہ حضورؑ کی جانشین ہو۔ اور اگر خلیفہ کی ضرورت ہو بھی تو بیعت لینے کی غرض سے ہوگی۔ انتظام کی ساری ذمہ داری صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے وغیرہ۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو آپ نے نظام خلافت کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ ایسے افراد کو اختلاف و انشقاق کا

بیج بونے کے نقصانات سے متنبہ فرمایا۔ ان لوگوں نے خلیفہ وقت سے معافی مانگی۔ مگر اس کے بعد بھی اپنی سازش سے باز نہ آئے۔ چونکہ حضرت خلیفہ اول رض کی بیعت کر چکے تھے اس لئے اب پیچھے ہٹنا مشکل تھا۔ اب آہستہ آہستہ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ انہیں حضرت مولوی صاحب کی امامت پر اعتراض نہیں۔ مگر انہیں آئندہ کا فکر ہے کہ کیا ہوگا تاہم حضرت خلیفہ اول رض نے ان پر مسئلہ خلافت کو اچھی طرح واضح کرنے کے علاوہ ہر لحاظ سے ان پر حجت قائم فرمائی۔

خلافتِ ثانیہ کا انتخاب

۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اول رض نے ایک وصیت تحریر فرمائی جس کا مآل یہ تھا کہ آپ کے بعد جماعت کسی متقی عالم باعمل اور ہر دلعزیز شخص کو آپ کا جانشین منتخب کر کے اس کے ہاتھ پر جمع ہو جائے آپ رض نے اس وصیت کو مولوی محمد علی صاحب سے پڑھوایا جس کو ان کے رفقاء نے بھی سُنا۔ بعد میں اسے نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ کروا دیا۔ آپ رض ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء جمعہ کے دن ۲ ½ بجے بعد دوپہر قریباً ۷۸ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر کے اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے۔ اللّٰھم ارحمہ وارفع مقامہ فی العلیین آمین۔ انشقاق کا بیج بونے والے گروہ کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب لاہوری تھے۔ ان کی اور ان کے رفقاء کی سازش بدستور جاری تھی۔ انہوں نے پوشیدہ طور پر حضرت خلیفہ اول رض کی زندگی میں ہی ایک رسالہ "ایک نہایت ضروری اعلان" کے نام سے چھپوا کر دُور دُور کی جماعتوں میں بھجوا دیا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ جماعت میں خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔ البتہ غیر احمدیوں سے بیعت لینے کی غرض سے اور حضرت خلیفہ اول رض کی وصیت کے احترام میں کسی شخص کو بطور امیر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ شخص جماعت یا صدر انجمن کا مطاع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی امارت اور سرداری محدود و مشروط ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ ــــــ ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے [illegible] کہ وہ تفرقہ سے باز آجائیں [illegible] کوشش ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی بالآخر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء بروز ہفتہ عصر کی نماز کے بعد حاضر الوقت احمدی خلافت کے انتخاب کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ منکرین خلافت بھی روڑے اٹکانے کے لئے موجود تھے۔

دو ہزار کے مجمع میں پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رض نے حضرت خلیفہ اول رض کی وصیت پڑھ کر سُنائی۔ ہر طرف سے حضرت میاں صاحب حضرت میاں صاحب کی آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر اس کی تائید میں مولانا سید محمد احسن صاحب رض امروہی نے تقریر کی اور خلافت کی اہمیت اور ضرورت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفہ اول رض کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ اس پر سب طرف سے لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ مخالفین نے کچھ کہنا چاہا مگر کسی نے اُن کی طرف التفات نہ کی۔

خلافتِ ثانیہ کا جامع البرکات دور!

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مبارک وجود مُخبرِ صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا مصداق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوشیارپور میں چالیس روز کی مسلسل دعاؤں کے نتیجہ میں مصلح موعود کی بشارت عطا ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے بالوضاحت اس پسر موعود کی خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو الہام نہایت شان کے ساتھ آپ رض کے ذریعہ پورے ہوئے ایک۔ تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کا دوسرا زمین کے کناروں تک شہرت پانے کا۔ آپ کے مبارک دور کے سارے واقعات کا مختصر وقت میں ذکر کرنا اس عنوان سے ناانصافی کے مترادف ہے۔ صرف چند اہم کارناموں کا نہایت اختصار سے ذکر ممکن ہے۔ آپ رض کا دورِ خلافت ۱۹۱۴ء سے ۱۹۶۵ء تک ممتد ہے آپ رض کے بعض اہم کارنامے حسبِ ذیل ہیں۔

منارۃ المسیح کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ۱۹۰۳ء میں رکھی گئی تھی۔ اس کی تکمیل خلافت ثانیہ میں ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفہ اول رض کی زندگی میں جماعت کو فتنے سے بچانے کے لئے آپ کی اجازت سے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی۔ ۱۸ مارچ ۱۹۱۳ء میں حضور رض نے اخبار الفضل جاری فرمایا جو اب ربوہ سے روزانہ شائع ہوتا ہے۔ اس کے پہلے ایڈیٹر خود المصلح الموعود رض تھے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور رض نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر تیار کروائی تا یورپ میں تبلیغ ہو سکے۔ پھر مبلغین تیار کرنے اور انہیں زمین کے کناروں تک بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ جو بعد میں صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید اور وقف جدید میں تقسیم ہو گیا سب سے پہلے ماریشس کے جزیرہ میں احمدیہ مسلم مشن قائم ہوا۔ جہاں حضور نے حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب رض کو بھیجا پھر امریکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رض کے ذریعہ امریکہ کا پہلا مشن قائم ہوا۔ مغربی افریقہ میں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیر رض کے ذریعہ احمدیہ مشن قائم ہوا جسے خدا تعالیٰ نے ابتداء سے غیر معمولی کامیابی بخشی۔ امریکہ۔ یورپ۔ مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ کے متعدد مقامات پر یکے بعد دیگرے احمدیہ مشن قائم ہوئے۔ فلسطین۔ شام۔ عدن مصر۔ کویت۔ عراق۔ بحرین۔ دوبئی۔ سیلون ٹانگانیکا۔ ہانگ کانگ۔ سنگاپور۔ ملائشیا۔ شمالی بورنیو۔ کانگو۔ سویڈن۔ ناروے۔ فرانس۔ اٹلی۔ جزائر سسلی رومانیہ۔ بلغاریہ۔ یوگوسلاویہ۔ البانیہ۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ ارجنٹائن وغیرہ۔ میں باقاعدہ مبلغین بھجوا کر اسلام کا پیغام ان قوموں تک پہنچایا گیا۔

واشنگٹن۔ نیویارک۔ ہیمبرگ۔ فرانکفورٹ۔ زیورک۔ ہیگ۔ ڈنمارک لندن۔ مغربی و مشرقی افریقہ و دیگر مقامات میں پانچ صد سے زائد مساجد تعمیر ہوئیں بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے ۸۰ کالج یا سکول قائم ہیں جو بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

اسی طرح مختلف زبانوں مثلاً انگریزی ڈچ۔ جرمنی۔ سواحیلی۔ انڈونیشین۔ اسپرنٹو۔ ہندی اور گورمکھی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں نیز مختلف ملکوں کی بارہ اور زبانوں میں بھی ترجمے تیار ہو چکے ہیں جو آہستہ آہستہ نظر ثانی کے بعد شائع ہوتے جائیں گے انشاء اللہ۔

مختلف ملکوں اور زبانوں میں ۳۳ اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جماعتی تربیت کے پیش نظر مردوں اور عورتوں میں الگ الگ درس کا انتظام جاری فرمایا اور آپ رض نے تفسیر کبیر کے نام سے معرکۃ الآراء تفسیر شائع فرمائی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ثابت ہو رہی ہے۔ اپنی وفات سے قبل آپ نے بامحاورہ تفسیری ترجمہ قرآن مجید کا اردو میں شائع فرما کر جماعت کی بہت بڑی ضرورت کو پورا فرمایا۔ جو کئی ایڈیشنوں میں چھپ کر ہاتھوں ہاتھ ختم ہو جاتا ہے ۱۹۱۹ء میں نظارتوں اور ان کے ماتحت جماعتوں میں عہدیداروں کا نظام قائم فرمایا۔ ۱۹۲۲ء سے عورتوں کی الگ تنظیم لجنہ اماء اللہ کے نام سے قائم فرمائی۔ اور ۱۹۲۶ء سے اُن کا علیحدہ رسالہ مصباح جاری ہے ۱۹۲۲-۲۳ء میں علاقہ ملکانہ میں ارتداد کی روک تھام کے لئے تبلیغی مہم شروع فرمائی۔ جو بہت ہی کامیاب ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں حضور رض نے ویمبلے کانفرنس لنڈن میں شرکت فرمائی۔ جس میں حضور نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عنوان سے ایک بسیط مضمون رقم فرما کر اس قوم تک خدا کا پیغام پہنچایا اسی سفر کے دوران راستہ میں حضور مصر۔ شام۔ فلسطین میں ٹھہرے اور اس سفر میں ان ممالک میں تبلیغ کی سکیم تیار فرمائی۔ اسی سال حضور نے یورپ کی فوقیت کی تباہی کے بارہ ایک اہم نکتہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں۔ "جب سے میں نے قرآن کریم سمجھا ہے میں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں۔ اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ یورپ کی فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے"۔ (اقتباس مکتوب حضرت مصلح موعود رض مطبوعہ الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء) اسی سنہ میں حضور نے لنڈن میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۵ء میں محکمہ قضاء قائم کیا تاکہ احمدیوں کو عدالت میں اپنے مقدمے نہ لیجانے پڑیں۔ ۱۹۲۹ء میں نصرت گرلز ہائی سکول جاری فرمایا اور اسی سال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی آپ نے تحریک فرمائی اور غیر مسلموں کو بھی اُن میں شرکت کی دعوت دی۔ جس سے فرقہ وارانہ فسادات کے انسداد میں بہت مدد ملی اور روشن خیالی کو فروغ حاصل ہوا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار کے فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تحریک کا حضور رض نے اعلان فرمایا جس کا نام حضور رض نے تحریک جدید رکھا۔ جس میں ابتداء میں ۱۹ مطالبے تھے بعد میں چند مزید مطالبوں کا اس میں اضافہ فرمایا۔

حضرت خلیفہ اول رض کی زندگی میں جماعت کے خلاف جو فتنہ شروع ہوا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ہم خیال شامل تھے۔ آہستہ آہستہ خلافت ثانیہ کی برکات کو آنکھوں سے دیکھ کر مبائعین میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اور جو چند افراد باقی رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی سمجھ عطا فرمائے آمین۔ بعض اور فتنے بھی پیدا ہوئے جو الٰہی تائید سے مٹ گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر موقعہ پر آپ رض کی رہنمائی میں جماعت کو نقصان سے بچایا۔ اور جماعت پہلے سے مضبوط اور مستحکم ہوتی چلی گئی۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نامی سیاسی پارٹی نے بعض انگریز افسران

کے ساتھ ملکر سازش کر کے جماعت کے خلاف منظم فتنہ برپا کیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ کو فتنوں کی اصلاح کے لئے جو اولوالعزمی عطا فرمائی تھی اس کے نتیجہ میں یہ عظیم فتنہ بھی پانی کے بلبلے کی طرح ختم ہوا۔ حضور رضؓ نے اسی موقعہ پر خدائی اشارہ سے اعلان فرمایا کہ "زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں اُن کی شکست کو اُن کے قریب آتا دیکھتا ہوں۔"

پھر ۵۳ء میں پاکستان میں احمدیت کے خلاف خطرناک حالات پیدا کئے گئے عین خطرہ کے ایام میں حضور رضؓ نے اعلان فرمایا:-

"احمدیت خدا کی قائم کی ہوئی ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔"

(الفضل ۱۵ فروری ۵۳ء)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ آپ رضؓ نے فرمایا تھا۔ ۳۸ء میں آپ رضؓ نے نوجوانوں کی تنظیم "خدام الاحمدیہ" قائم فرمائی۔ اس کے بعد اطفال کی تنظیم بچوں کے لئے۔ ناصرات کی تنظیم احمدی بچیوں کے لئے اور چالیس سال سے زائد عمر کے مردوں کے لئے انصار اللہ کی تنظیم قائم فرمائی۔ ۳۹ء میں خلافت پر پچیس سال گذرنے پر جماعت کی طرف سے خوشی اور شکر الٰہی کے اظہار کے لئے تین لاکھ روپیہ رقم جمع کر کے حضور رضؓ کی خدمت میں پیش کی گئی جس کے بارہ میں حضور نے یہ اعلان فرمایا کہ "یہ رقم مختلف دینی ضروریات پر خرچ کی جائیگی" ۱۹۴۰ء میں ہجری شمسی کلینڈر آپ رضؓ نے جاری فرمایا۔ اس کے مہینوں کے نام تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کی بناء پر رکھے گئے۔ ۴۷ء میں ہجرت کے بعد حضور رضؓ نے قادیان کے مرکز کو بھی آباد رکھتے ہوئے ربوہ میں جماعت کا نیا مرکز قائم فرمایا اور ۲۰ ستمبر ۴۸ء کو اس کی بنیاد رکھی۔ جو اس وقت بفضلہ تعالیٰ بہت فعال مرکز ہے۔ ۱۹۵۴ء میں حضور رضؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ رضؓ کو بچالیا۔ ۵۵ء میں حضور رضؓ زیادہ بیمار ہو گئے۔ آپ رضؓ کو یورپ جاکر علاج کرانے کا مشورہ دیا گیا۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو حضور رضؓ مع اہل و عیال و خدام یورپ کے دوسرے سفر پر روانہ ہوئے اس حالت میں بھی تبلیغ کا فریضہ آپ سرانجام دیتے رہے۔ وہاں حضور رضؓ نے دوران سفر کئی مشنوں کا معائنہ فرمایا اور مبلغین کی کانفرنس طلب فرمائی جس میں توسیع تبلیغ کے متعلق کئی تجاویز پاس کی گئیں۔

۱۹۵۸ء میں آپ رضؓ نے وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی اور دیہاتی علاقوں میں کم تعلیم یافتہ واقفین کے ذریعہ تبلیغ میں وسعت پیدا کی گئی جو بفضلہ تعالےٰ بہت کامیاب سکیم ثابت ہو رہی ہے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہٗ نے تربیتی، اصلاحی اور علمی مضامین پر مشتمل جمعوں کے خطبات۔ نکاحوں کے خطبات۔ عیدین کے خطبات۔ اہم تقاریب اور جلسہ سالانہ کی علمی تقاریر اور نادر و بیش بہا علوم پر مشتمل کثیر تعداد میں اپنی تصانیف خزانہ اپنی یادگار چھوڑا ہے جو ایک عظیم قرآنی لائبریری کے طور پر ہمیشہ رہنمائی کا کام دیتا رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

۵۸ء کے بعد آپ رضؓ کی بیماری بڑھتی گئی ہر چند علاج معالجہ ہوتا رہا مگر آپ رضؓ کے بدن کمزور ہوتے چلے گئے اور بالآخر وہ گھڑی آپہنچی جس کا تصور بھی ذہن میں لانا کوئی پسند نہیں کرتا تھا۔ اور حضور رضؓ ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور جا پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ○ اَللّٰھُمَّ ارحمہ وارفع مقامہ فی العلیین۔

خلافت ثانیہ کے ۵۱ سالہ زریں اور تاریخ ساز عہد کے چند ایک اہم واقعات کا سرسری ذکر کرنے کے بعد اب میں خلافت ثالثہ کے درخشندہ دور میں آپ کو لئے چلتا ہوں۔ (باقی آئندہ)

حرمت مقامات مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ مرور زمانہ کے باعث اُن کی ضروری مرمت، کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکرانہ کے طور پر مرمت مقامات مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔　　　　ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱) محترم مولوی محمد صدیق صاحب ننگلی مبلغ انچارج سرینام مغربی امریکہ کی بائیں آنکھ کے سفید موتیا کا اپریشن ۲۵ اپریل کو ہونا تھا۔ احباب جماعت اپریشن کی کامیابی اور بینائی کی بحالی کے لئے دعا فرمادیں۔　　　(امیر جماعت احمدیہ قادیان)

(۲) محترمہ فیروزہ بی بی صاحبہ آف پنکال اُڑیسہ کی بڑی بیٹی اور نواسہ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں احباب ہر دو کی کامل صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار: ملک صلاح الدین ایم اے وکیل المال تحریک جدید

(۳) خاکسار کی اہلیہ ان دنوں جموں میں زیر علاج ہیں۔ خود خاکسار بھی ان دنوں اقتصادی بحران سے دوچار ہے۔ اہلیہ کی کامل صحت یابی اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: خواجہ محمد صدیق فانی بھدرواہ

(۴) خاکسار اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور خادم دین بننے کے لئے جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔　خاکسار: منیر احمد اونہ گام بانڈی پورہ کشمیر

(۵) میری بڑی لڑکی خورشیدہ بیگم امسال میٹرک کا امتحان دے رہی ہے۔ احباب جماعت سے عزیزہ کی نمایاں کامیابی اور اپنی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شیخ غلام مسیح بھدرک

(۶) مکرم مسعود احمد صاحب ڈار آسنور کا بیٹا عزیز جاوید احمد بوجہ نمونیہ سخت بیمار ہے۔ سرینگر میں زیر علاج ہے ابھی تک بخار نہیں اتر رہا ہے۔ احباب کرام سے بچے کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مسعود احمد صاحب ڈار نے ۲۰/ روپے صدقہ کی مد میں ادا کئے ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ
خاکسار محمد حمید کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

(۶) مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب آف بھاگلپور کی دو صاحبزادیاں مکرمہ صبیحہ جاوید صاحبہ اور مکرمہ نصرت یونس صاحبہ امسال B.A فائینل میں فرسٹ کلاس پاس ہو کر میرٹ لسٹ میں آئی ہیں اور سکالرشپ حاصل کئے ہیں۔ اور اب B.ed کے امتحان میں شریک ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب موصوف کے لڑکے مکرم برادرم سید مبشر احمد صاحب میٹرک اور I.S.C میں فرسٹ کلاس پاس ہوئے ہیں اور میڈیکل میں داخلہ کے مقابلہ میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہر سہ عزیزان نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ ۲۰/ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کرتے ہوئے آئندہ نمایاں کامیابیوں کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: بشارت احمد حیدر انسپکٹر تحریک جدید

(۷) خاکسار کے بھتیجے عزیز نسیم احمد خان نے امسال کشمیر یونیورسٹی سے ایم اے فائنل کا امتحان اعلیٰ نمبرات میں پاس کیا ہے الحمد للہ۔ اس خوشی میں عزیز موصوف نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں ۵۰/ روپے ادا کئے ہیں احباب جماعت سے عزیز کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔　خاکسار: بشیر احمد خان صدر جماعت احمدیہ نوز منی کشمیر

(۸) خاکسار کے والد بزرگوار محترم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری اپنی عمر عزیز کے ۹۵ سالہ دور میں سے گزرتے ہوئے اب بہت ضعیف ہو چکے ہیں۔ تاہم دینی فرائض کی ادائیگی میں اب بھی ہمارے لئے نمونہ اور بہت سی برکتوں کے حامل ہیں۔ کچھ عرصہ سے موصوف کو پیشاب کی تکلیف ہے۔ علاج کی خاطر خاکسار کے برادر اکبر مکرم محمد حنیف صاحب اے سی۔ ایم۔ اے سعودی عرب سے ایک ہفتہ کے لئے آئے تھے۔ امر تسر بھیجا کر ایکسرے کروانے پر معلوم ہوا کہ گردے میں پتھری ہے۔ مگر کمزوری نے اپریشن کی اجازت نہ دی۔ لہذا مناسب علاج ہو رہا ہے۔ لیکن کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ محترم والد صاحب نے ۱۰/ روپیہ اعانت بدر میں جمع کراتے ہوئے اپنی کامل صحت و شفایابی کے لئے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: مظفر احمد اقبال کارکن بیت المال خرچ قادیان

(۹) خاکسار کی اہلیہ صاحبہ ہائی بلڈ پریشر اور بعض دوسری تکالیف سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اسی طرح میرے بیٹے عزیزم شکیل احمد کارکن صدر انجمن احمدیہ چند یوم سے بیمار ہے ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: مظہر حسین صابر قادیان

(۱۰) میری بھابھی اقبال النساء صاحبہ اپنے اپریشن کے سلسلہ میں مدراس گئی ہیں ۱۵ مئی تک ان کے دل کے والو کا اپریشن ہوگا۔ اپریشن کی کامیابی اور کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ بشریٰ بیگم اہلیہ ریاض الدین صاحب

(۱۱) مکرم اسے کنہی احمد صاحب منار گھاٹ کی اہلیہ صاحبہ امید سے ہیں۔ اُن کی بعافیت فراغت اور اولاد نرینہ کی نعمت سے متمتع ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (۱۲) مکرم محمد یوسف صاحب موریاکنی کے والد محترم بیمار ہیں کامل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے (۱۳) مکرم اے کیو مسلم صاحب اور مکرم عبد العزیز صاحب منار گھاٹ کے کاروبار میں برکت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: ظہیر احمد خادم انسپکٹر بیت المال آمد

(۱۴)۔ خاکسار کی خوشدامن صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے تمام احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔　خاکسار: شفیق احمد سندھی قادیان

(۱۵) خاکسار کی نانی جان بوجہ پیرانہ سالی سخت کمزور اور بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سیف الرحمٰن تشکر

(۱۶) میرے ماموں جمیل احمد صاحب کی کمر میں تکلیف چلی آرہی ہے ان کی کامل شفایابی اور میرے بہنوئی ریاض الدین صاحب کے کاروبار میں ترقی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: بشیر الدین کارکن فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ

جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے آئینہ میں

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و تحریرات کے آئینہ میں جماعتِ احمدیہ کی صداقت اور تربیت و اصلاح کے لئے دو پُر شوکت روشنی کے مینار قائم کئے گئے ہیں جو حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے دائمی فرقان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ ہیں "ذرّیت طیبہ" اور "نظام خلافت" ان دونوں کی عظمت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ "خاتم الخلفاء" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ کا استنباط آیت استخلاف سے فرمایا ہے۔ اس مختصر تمہید کے ساتھ عنوان بالا کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اوّل :۔ حضور علیہ السلام کی تحریرات میں جہاں کہیں سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کے اوّل و آخر میں تطبیق و مشابہت بیان کی گئی ہے وہاں حضورؑ نے خود کو آیت استخلاف کی رو سے سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ بیان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد قیامت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دَور ہوگا اور حضورؑ کے بعد آنے والے خلفاء کرام آپ کے ہی متبع اور طبع ہوں گے جو خلیفۃ المسیح کہلائیں گے۔

دوم :۔ جہاں کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے [illegible] مخصوص اور منفرد مقام کے ساتھ (جو حضور کو اُمتِ محمدیہ میں حاصل ہے) خلافت راشدہ کو بھی شامل کیا ہے۔ وہاں اپنے اس مخصوص مقام کو قائم رکھتے ہوئے حضور نے خلافت کو دائمی قرار دیا ہے۔

سوم :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے [illegible] جاری ہونے والی خلافت راشدہ [illegible] استدلال بھی آیت استخلاف سے فرمایا ہے [illegible] دائمی قرار دیا ہے۔

چہارم :۔ حضورؑ کی تحریرات میں اس مشیّت [illegible] بھی موجود ہے کہ خلافت احمدیہ کو حضور کی مبشر اور مبارک اولاد اور نسل کے ذریعہ سے تقویت پہنچا کر اس خلافت کو بہت مضبوط کیا جائے گا جس کے ہاتھ پر علیہ السلام مقدر ہے اور مبشر اولاد اور نسل کی عظمت کو بھی دائمی بتایا گیا ہے۔

اب اسی ترتیب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پرور تحریرات ملاحظہ فرمائیے۔

مقامِ مخصوص اور آیتِ استخلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"..... جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل ٹھہرایا اور نیز سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل مقرر کیا تو جس طرح موسوی سلسلہ موسیٰؑ سے شروع ہوا اور مسیح پر ختم ہوا یہ سلسلہ بھی ایسا ہی چاہیئے تھا سو موسیٰ کی جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کئے گئے۔ اور پھر آخر سلسلہ میں جو بالمقابل حساب کی رو سے چودھویں صدی تھی ایسا شخص مسیح کے نام سے ظاہر کیا گیا۔ جو قریش میں سے نہیں تھا جس طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم باپ کی رو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ غرض اس اُمت کے آخری زمانہ میں مسیح کے آنے کی ضرورت یہی ہے کہ تا دونوں سلسلوں کا اوّل اور آخر باہم مطابق آجائے اور جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی مدت تک موسیٰ سے لے کر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا۔ ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو خدا کی کلام میں اس کے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ سے لے کر مثیل عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا۔ یہی خدا کا ارادہ تھا جس کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا عیسیٰ اس صلیب پر فتحیاب ہوا تھا جو یہودیوں نے کھڑا کیا تھا ایسا ہی محمدی سلسلہ کے عیسیٰ کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اس صلیب پر فتحیاب ہو جو نصاریٰ نے کھڑا کیا ہے۔ غرض اس اُمت میں بھی پورا مقابلہ دکھلانے کے لئے آخری خلیفہ خلفاء محمدیہ میں سے عیسیٰ کے نام پر آنا ضروری تھا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۰۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف نقل کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں:۔

" اس آیت میں فقرہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قابلِ غور ہے۔ کیونکہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محمدی خلافت کا سلسلہ موسوی خلافت کے سلسلہ سے مشابہ ہے۔ اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسےٰؑ پر جو حضرت موسےٰ سے چودھویں صدی کے سر پر آیا۔ اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا۔ اسی لئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا بھی اسی شان کا ہو۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص ۱۹)

نیز فرمایا:۔

" سورۂ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے۔ یعنی سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کہ وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء و قدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آجائے گا۔ یہ آیت بھی اس بات پر نصّ صریح ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہوگا کیونکہ اگر پہلا مسیح ہی دوبارہ آجائے تو وہ افادہ تعیین عدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ تو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک رسول ہے جو فوت ہو چکا ہے! اور اس جگہ خلفاء سلسلہ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۴۹)

خاتم الخلفاء

کشتی نوح میں حضور علیہ السلام نے اس مقام کی تشریح فرماتے ہوئے خود کو خاتم الخلفاء قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

" میں روحانیت کی رو سے خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسےٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا! اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں۔" (صفحہ ۲۶)

"اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔" (ص ۲۲)

خطبہ الہامیہ موسوی اور محمدی سلسلہ کے مابین یہ پُر معارف مشابہت و مماثلت اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ حضور نے خصوصیت کے ساتھ اسے بیان فرمایا ہے بخوف طوالت اور بقدرِ ضرورت بعض عبارتوں کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ فرمایا:۔

" خدا نے سورۃ نور میں ہم کو بشارت دی ہے کہ خلیفے اس اُمت سے ہوں گے۔ پس ضرور ہے کہ اسی طریق پر خاتم الخلفاء مسلمانوں میں پیدا ہوا اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے۔" (ص ۱۵۵)

" میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔" (ص ۷۰)

ان تحریروں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی اعتبار سے خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء ہیں کہ آئندہ جو بھی خلفاء کرام اور اولیاء کرام آئیں گے وہ سب کے سب حضورؑ کے متبع ہوں گے۔

اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلسلہ موسویہ میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل بعض ایسے خلفاء بھی تھے جو نبی بھی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ (بخاری) یعنی میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

مخصوص مقام مع خلافتِ راشدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں کہیں اپنے مخصوص مقام کو بیان کرتے ہوئے اس میں خلافتِ راشدہ کو بھی شامل فرمایا ہے وہاں اپنے مخصوص مقام کو قائم رکھتے ہوئے حضورؑ نے خلافت کو دائمی قرار دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعد جاری ہونے والی خلافتِ راشدہ

کو دائمی یقین کرتے تھے۔ تحریرات منا حظہ فرمائیے۔ آیت استخلاف اور بعض دوسری آیات، جن میں اسلام کے دو ادوار کا ذکر ہے سے متعلق حضور فرماتے ہیں۔

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرمایا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی سے تشبیہ دینا کیا [illegible] اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے۔ کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔ اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا پڑا ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۸)

[illegible] فرمایا:-

"پھر یہ آیت خلافت آئمہ پر گواہ ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یرثھا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت تو فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۹)

[illegible] فرمایا:-

"خلیفہ درحقیقت خدا کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ [illegible]

جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت [illegible] کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۸)

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آیت استخلاف کی رو سے جب تک خلافت راشدہ قائم رہے۔ تو خلیفہ وقت اپنے دور کا مجدد بھی ہوتا ہے کسی الگ مجدد کا سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مقام اور درجہ کے اعتبار سے خلیفہ کا مقام بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مقام خلافت کا استشہاد قرآن کریم کی آیت استخلاف سے ہوتا ہے مگر مقام مجدد کا استشہاد قرآن کریم کی کسی آیت سے نہیں بلکہ حدیث نبوی سے ہوتا ہے اگر مومنوں کے ایمان بالخلافت اور اعمال میں کمزوری واقع ہو جائے اور اس کا نتیجہ [illegible] نظام خلافت قائم نہ رہے تو اس کی قائمقامی کے فرائض مجددین کرام اور اولیاء اللہ انجام دے کر برکات رسالت کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ اسلام کی نشاۃ اولیٰ کی خلافت راشدہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تک ہوا۔ اور جب اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حدیث نبوی کے مطابق خلافت راشدہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دائمی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ۔

ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ثم سکت۔

فرمایا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر حضور خاموش ہو گئے۔ گویا اس خلافت کے ختم ہونے کا ذکر نہ کر کے حضور نے اس کے دائمی ہونے کی پیشگوئی فرما دی ہے سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کے مابین اس پہلو سے بھی مماثلت تامہ دکھائی دیتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود میں شخصی خلافت کا وجود ختم ہو گیا اسی طرح سلسلہ محمدیہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد غیر احمدی مسلمانوں میں کسی قسم شخصی خلافت کا وجود قائم نہیں رہا اور آج مسلمانوں کا کوئی فرقہ آیت استخلاف کے مصداق بننے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا جبکہ

جماعت احمدیہ کے اور عیسائیوں میں اب تک شخصی جانشینی اور خلافت کا سلسلہ "پوپ" کی صورت میں جاری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کثرت کے ساتھ قرب وصال کے الہامات نازل ہوئے تو حضور نے رسالہ "الوصیت" شائع فرمایا۔ اور اس کے شروع میں یہ تمام الہامات درج فرمائے۔ ظاہر ہے کہ اس خبر سے مخلصین پر ایک بجلی گرنے والی تھی تب ان الہامات کے درج کرنے کے بعد حضور نے فطرتی شفقت کے مطابق جماعت کو تسلی دی۔ اور قدرت ثانیہ کی صورت میں قائم ہونے والی خلافت راشدہ کی خوشخبری دی اور اسے دوسری قدرت اس لئے قرار دیا کہ خلفاء راشدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت بھی نبیوں کی طرح کی ہوتی ہے جیسا کہ آیت استخلاف سے ثابت ہے۔ تاکہ مخلصین کے قلوب حزیں اس سے تسلی پکڑیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(الوصیت صفحہ ۶)

اس عبارت سے پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جیسی خلافت راشدہ جاری ہوگی۔ دوم۔ آیت استخلاف سے اس خلافت کا استدلال کیا گیا۔ سوم یہ خلافت حضور کے وصال کے بعد قائم ہوگی۔ جب کہ انجمن حضور کی زندگی میں قائم کی گئی تھی چہارم وہ خلافت دائمی ہوگی۔ لہذا وہ خلافت راشدہ ہوگی جس کی قرآنی دلیل شہادت القرآن

میں پیش کی گئی ہے۔

خلافت احمدیہ اور ذریت طیبہ

ہر احمدی بھائی اس حقیقت سے واقف و آگاہ ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں سال قبل الہی نوشتوں میں مسیح موعودؑ کے مقدس خاندان کی بشارت دی گئی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی ایک خاص شادی اور خاص اولاد کی بشارت دی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور تحریرات میں بتکرار اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض دادیاں معزز خاندان سادات میں سے تھیں۔ اور حضور کی زوجہ مطہر حضرت نصرت جہاں بیگم ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی معزز خاندان سادات میں سے تھیں اس لئے دور حاضر میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان ایک ہو کر منصۂ شہود پر آ گیا ہے۔ لہذا اس خاندان کو خلافت کے ساتھ پیوست کر کے دوہری برکات کا باعث بنا دیا گیا ہے اور پھر خلافت احمدیہ کی طرح اس مقدس خاندان کو بھی دائمی قرار دے کر خلافت کی مضبوطی کا باعث بنا دیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بشیر اوّل کی وفات پر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔ اوّل یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں کی بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ وبشر الصابرین الذین .... دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست ہو کر جائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں پس اوّل اس نے قسم اوّل کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت

کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خداتعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔"
(سبز اشتہار صفحہ ۲۲ حاشیہ)

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ بشیر اوّل کی وفات کے معاً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس اولاد کی پیدائش شروع ہو گئی جس کی عظمت الہی نوشتوں میں ہزاروں سالوں سے بیان کی جا رہی تھی۔ اور جس کی عظمت کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں قیامت تک ممتد بنایا گیا ہے۔ پس یہ بہت سی برکتیں تھیں جو اندر ہی اندر بشیر اوّل کی وفات کے بعد مکمل قوت سے عالمِ فعل میں آئیں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عظمت اولاد کا زمانہ ظہور و شہود اور انزال رحمت کا دوسرا طریق ارسال خلفاء و اولیاء جو بیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ سے ظہور میں آ گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک جانب جماعت احمدیہ کی عظمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریۃ طیبہ کو روشنی کا منار بنا کر کھڑا کیا ہے۔ اور دوسری جانب نظام خلافت ایک روشنی کا یہ عظمت منار ہے۔ اور ان دونوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر کے خلافت احمدیہ کو بہت بڑی برکت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔

تین علامات

آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک ایسی تحریر پیش کرتا ہوں جس میں حضور نے اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے تین خصوصی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے دو اس مقدس خاندان سے تعلق رکھتی ہیں فرمایا:۔

"ترجمہ:۔ پہلی علامت یہ ہے کہ مسیح موعود ایسے وقت میں آئیگا۔ جب عیسائیت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔ اور ان کی ان سخت تدابیر اور مکر و فریب کا بھی غلبہ ہوگا۔ جو وہ عیسائی مذہب کو پھیلانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہونگے۔ تب مسیح بڑی عظمت کے ساتھ ان میں آئیگا۔ ان کی صلیب کو توڑے گا اور ان کے خنزیروں کو قتل کرے گا۔ اور جنگ اور لڑائی نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ جو کچھ کرے گا آسمانی قوت اور روحانی طاقت اور آسمانی اسلحہ سے کرے گا۔ اور [illegible] جھگڑوں کا خاتمہ کرے گا۔ عیسائیت کی حالت [illegible] ظاہر ہوگا۔

دوسری علامت یہ ہے کہ وہ شادی کرے گا۔ یہ [illegible] عظیم الشان نشانی کی طرف اشارہ ہے جو مسیح موعود کی شادی کے موقعہ پر ظاہر ہوگا۔ قدرت کے ہاتھ سے اور خدائے واحد کے ارادہ سے۔ اور ہم نے تفصیل طور سے اس نشان کو اپنی کتب تبلیغ اور تحفہ میں بیان کیا ہے اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ وہاں اس نشانی کو [illegible] کے طور پر بیان کرنا کیونکر معقول سبب ہو سکتا ہے کیونکہ محض شادی کا کرنا نادر اور مشکل امور میں سے نہیں ہے تاکہ کہا جا سکے کہ اس پر جھوٹا قادر نہیں ہو سکتا سوائے اس مسیح کے جو رب العالمین کی طرف سے آئے گا۔ بلکہ شادی کرنا ایک عام امر ہے جس پر ہر وہ شخص قادر ہے جو مال و دولت رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ ایک کافر اور فاسق بھی قطع نظر اس کے کہ وہ دینی یا دنیاوی محدود ہو؟

پس اس سے ثابت ہوا کہ درحقیقت اس میں عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسکی شادی کے موقعہ پر ظاہر ہوگا۔ اور ہم نے اسی نشان کو اپنی کتابوں میں غور کرنے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اس کی اولاد ہوگی یہ بھی بیتزوج کی طرح ایمائی کلام ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا ایک صالح بیٹا ہوگا۔ جو اس کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ ورنہ محض اولاد پیدا ہونے میں کیا تخصیص ہو سکتی ہے۔ کیا جو شخص مسیح نہ ہو اس کے ہاں اولاد پیدا ہونا کوئی مشکل امر ہے۔ بلکہ یہ امر جھوٹے اور سچے ہر قوم کے افراد میں موجود ہے۔ پس یہ علامات ہیں جو سچے مسیح کے لئے ہیں۔ اور (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جو سب سے بہتر بتانے والے ہیں انہوں نے بتائی ہیں۔ اور یہ سب کی سب میری صداقت کو بتا رہی ہیں اور اُن علامات میں سے ہیں جن سے میری سچائی پہچانی جاتی ہے۔
(ترجمہ عربی عبارت حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۶)

ان تینوں علامات کو ایک مقام پر بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حمامۃ البشریٰ حضور کے دعوے مسیح موعود اعتبار سے ایک ابتدائی کتاب ہے اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کی عمر بھی چار یا پانچ سال ہوگی۔ اور اُس وقت عیسائیت تمام دُنیا پر چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق دجالی طاقتیں نمک کی طرح پگھلنے لگیں اور دو حصوں میں تقسیم ہو گئیں۔ اب اللہ تعالیٰ نظام خلافت کے تحت "غلبہ اسلام" کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس خاندان کے ذریعہ سے برکت کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ میں قائم ہونے والی بابرکت خلافتِ راشدہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور تحریرات کے آئینہ میں یہ عظمت [illegible] ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد اور نسل جو درحقیقت ظاہری طور پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خاندان سے مربوط ہے کے ذریعہ سے بہت زیادہ بابرکت بنا دیا گیا ہے۔ اور آج مشاہدہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ اور خلافت اور [illegible] کی عظمت قائم [illegible] ہے۔ [illegible] فالحمد للہ
رب میری حالی دکالی دیکھا کر
[illegible]

مرحبا! دائم خلافت کا نظام

نتیجہ فکر محترم عبدالرحیم صاحب راٹھور۔ دارالہجرت ربوہ

لغزشوں سے پاک ہو اپنا کلام — بات ایسی ہو نہ ہو جس میں کلام
لغو باتوں سے ہو کلی اجتناب — جاہلوں کو دور ہی سے ہو سلام
قول ہو اپنا سدا قول سدید — جادۂ حق پہ رہیں ہم تیز گام
اسوۂ خیر الرسلؐ پہ ہو عمل — ہم سے سرزد ہو ہمیشہ نیک کام

آپ ہی ہیں اُمت خیر الرسلؐ
ہر عمل سے ہو یہ ظاہر والسّلام

غیرِ حق سے ہر دُعا ہے بے ثمر — بے حقیقت ہے نماز بے امام
مہدیٔ موعود کا یہ دور ہے — آسمانی رحمتیں بٹتی ہیں عام
دائمی ہے قدرتِ ثانی کا دور — مرحبا! عطائے علی یہ انتظام
نعرہ زن ہیں ہر طرف منّاد آج — حبّذا! تبلیغ حق کا انتظام

اہل دانش آ رہے ہیں اس طرف
غلبۂ اسلام کا ہے اہتمام

فخر سے دانشوران شرق و غرب — ہو رہے ہیں شاہِ بطحیٰ کے غلام
ہو گئے توحید کے شیدا وہ لوگ — جو سدا تثلیث کا پیتے تھے جام
شادماں ہیں مرد و زن پیر و جواں — صدر انجمن خوب ہیں سامان تمام
صد مبارک قدرتِ حق کا ظہور — مرحبا دائم خلافت کا نظام

رحمۃ للعالمینؐ پہ رحمتیں
سیدِ کونین پہ ہر دم سلام

ولادت

خاکسار کی بیٹی عزیزہ نصیرہ بیگم سلمہا کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام "شاکر عزیز" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری عزیز احمد صاحب آف فیصل آباد (پاکستان) کا بیٹا اور چوہدری رحمت اللہ صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کے نیک، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح عزیزہ نصیرہ کی بچی کچھ بیمار رہتی ہے اور خاکسار کئی عرصہ سے دمہ کی تکلیف میں مبتلا ہے کامل شفایابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ نومولود کی پیدائش کی خوشی میں خاکسار نے مبلغ -/۱۰ روپے شکرانہ فنڈ میں جمع کئے ہیں۔ (خاکسار شریف احمد ڈوگر درویش قادیان)

منصب خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قیام خلافت

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت "ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ" کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت حقہ اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق منصب خلافت پر سرفراز ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی گئی جس پر بہت سے احباب کے دستخط تھے ان میں سے شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے دستخط بھی ثبت تھے۔ اس درخواست میں یہ تحریر تھا کہ :-

"آپ کی بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیۃ ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور [illegible] کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

صدر انجمن احمدیہ کا سرکلر

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین ہو چکی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ [illegible] حاضرین نے خلیفہ قبول کر کے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تو خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے سارے ممبران کی طرف سے تمام جماعت کی اطلاع کے لئے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا :-

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیۃ کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام با اجازت حضرت اُم المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے :-

مولانا حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خان صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین۔"

اس اطلاعی بیان میں خواجہ صاحب موصوف نے آگے چل کر فرمایا :-

"...... کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔"

(الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

خلافت کی عظمت و اہمیت

جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مذکورہ درخواست کے ذریعہ سے بیعت لینے کی التماس کی گئی تو حضور رضی اللہ عنہ نے اس کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے بیان کیا کہ :-

"اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔"

اسی خطاب کے اختتام پر فرمایا :-

"یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

قیام خلافت کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے بعض عمائدین کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے اختیارات خلیفۃ المسیح کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہیں تو انہوں نے در پردہ خلافت کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی۔ جس پر حضور رضی اللہ عنہ نے بروقت جماعت کو آگاہ فرمایا کہ :-

"اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیۃ میں حضرت صاحب نے نور الدین کا ذکر نہیں کیا۔ تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئیوں میں نہیں ...... تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا ہے۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے ...... پس کان کھول کر سنو! اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ کے مصداق بنو گے۔"

(بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

خلیفہ کی بیعت ضروری ہے

اس اثنا میں بعض لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہوا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی ہوئی ہے۔ اب کسی اور کی یا آپ کے جانشین کی بیعت ضروری نہیں۔ اس امر کی تردید اور خلافت سے وابستگی کی اہمیت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ تحریر ہے کہ

"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصلی بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

(بدر ۳ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۹)

خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

کچھ لوگوں نے خلافت کی اہمیت اور اس کی بیعت کی فرضیت کو جماعت کے دلوں سے نکالنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ خلیفہ تو انجمن نے بنایا ہے۔ اور جب چاہیں ہم اس کو معزول کر سکتے ہیں۔ یہ چونکہ ایک غیر اسلامی خیال تھا اس لئے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی واضح ارشادات سے اس امر کی تردید فرما کر صحیح اسلامی نقطۂ نظر پیش فرمایا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا :-

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

اسی طرح آپ نے فرمایا :-

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

ایک اور موقع پر آپ نے نہایت واشگاف الفاظ میں فرمایا :-

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا

ہے۔ اور اپنے مصالح سے بنایا ہے خُدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔۔۔ ۔۔۔ خُدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا۔ تو وہ مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خُدا کے حوالے کرو تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے۔۔۔ ۔۔۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

(الحکم ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

علاوہ ازیں حضور رضی اللہ عنہ نے ۱۶-۱۷ر جون ۱۹۱۲ء کو احمدیہ بلڈنگ میں تقریر کرتے ہوئے برخود غلط قسم کے لوگوں کو اُن کے غلط نظریات اور موہوم اُمیدوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:—

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں، تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خُدا چاہے گا۔ اور خُدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خُدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

خلیفہ پر اعتراض کرنا استکبار ہے

بعض لوگوں کی طبیعت میں نکتہ چینی کا وہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ [illegible]ئے کسی تعمیری کام کو سرانجام دینے [illegible]ہمیشہ تخریبی کارروائیاں کرتے ہیں۔ [illegible]ر معاشرے میں بے چینی اور تفرقہ کا [illegible]ث بنتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں سے [illegible] معاشرہ کو ہمیشہ ہوشیار اور محتاط [illegible]نا چاہیئے۔ اسی قماش کے لوگ خُدا کے مقرر کردہ خلیفہ پر بھی اپنی نادانی یا [illegible]ستکبار کی وجہ سے اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے کئی دفعہ غلط [illegible]یاں بھی پھیل جاتی ہیں اور بعض لوگوں [illegible]ھوکر بھی لگتی ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل [رضی] اللہ عنہ نے [illegible] حت میں اس قسم کے فتنہ کو ختم کرنے اور اہل جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:۔

"میں نے تمہیں بار بار کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں، بلکہ خُدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا ۔۔۔۔۔۔۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو، آخر اُنہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِبَاء اور اِستکبار کو اپنا شعار بنا کر اِبلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اُسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

آئندہ سلسلۂ خلافت کے بارے میں ارشادات

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں منصب خلافت کے بارے میں یہ بات نہایت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعد شخصی خلافت کے قائل تھے۔ اس شخصی خلافت کی بیعت کو اسی طرح لازمی اور فرض سمجھتے تھے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیعت فرض ہے۔ نیز آپؓ کا یہ پختہ اعتقاد تھا کہ خلیفہ بنانا خُدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور خُدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ صدر انجمن احمدیہ کو آپؓ نے اس قابل سمجھا ہی نہیں کہ وہ خلیفۃ المسیح کو مقرر کرے۔ بلکہ آپ نے یہ واضح فرمایا کہ آئندہ بھی خلیفہ خُدا ہی قائم کرے گا۔ اسی بناء پر آپؓ اپنے آپ کو اُسی طرح کا خلیفہ برحق یقین کرتے تھے جیسا کہ حضرت آدمؑ اور حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور دیگر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم تھے۔ چنانچہ اسی منہاج پر آئندہ سلسلۂ خلافت کے بارے میں ایک مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:—

"ایک نکتہ [illegible] یاد رکھنا نے دیتا ہوں کہ [illegible] باوجود کوشش [illegible] ۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ اُن کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۸۰ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو، میں نے کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(بدر ۲۷ر جولائی ۱۹۱۲ء)

مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو جب حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اپنی مرض الموت میں بعد نماز عصر زیادہ ضعف محسوس فرمایا تو قلم دوات منگوا کر لیٹے ہی لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور اپنے جانشین کے بارے میں حسب ذیل وصیت تحریر فرمائی۔ جسے مولوی محمد علی صاحب کے ذریعہ تین مرتبہ سب کے سامنے پڑھا کر سُنوایا:—

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دل عزیز۔ عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام لا دے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے قرآن و حدیث کا درس جاری رہے والسلام۔"

(الحکم ۷ر مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

حضورؓ کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ احمدیہ میں آئندہ خلافت شخصی کے جاری و ساری رہنے پر آپ کو یقین تھا۔ اسی یقین و اعتقاد کی بناء پر آپ نے یہ وصیت تحریر فرمائی۔

پس مبارک ہیں وہ افراد جو ہمیشہ دامن خلافت سے وابستہ رہ کر غلبۂ اسلام کی عظیم مہم میں حسب توفیق حصہ پاتے اور خُدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ۔

قائدین مجالس کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع و تعمیل کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ جن جماعتوں کے خدام مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت لئے جانے والے امتحان مبتدی میں گذشتہ سال شریک ہوئے تھے وہ خدام اس سال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے [illegible] متقدم میں شرکت کریں۔ اور جن مجالس کا کوئی بھی خادم مبتدی کے امتحان میں شامل نہیں ہوا ان کے تمام خدام اس سال مبتدی کے امتحان میں شرکت کریں۔

ہر دو امتحان مبتدی و متقدم کا نصاب ذیل میں درج کیا جا رہا ہے [illegible] کتب دفتر مرکزیہ سے منگوائی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ [illegible] دینی امتحانات میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ:- یہ امتحان مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۸۰ء بروز اتوار ہوں گے۔ [illegible] قائدین [illegible] کے خدام کی تعداد بلحاظ امتحان کے مبتدی و متقدم مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۸۰ء [illegible] میں ارسال فرما دیں۔ تاکہ پرچہ کی تیاری و ترسیل وقت مقررہ کے اندر ہو جا سکے۔

نصاب مُبتدی

قرآن کریم:- (الف) قرآن کریم ناظرہ (ب) قرآن کریم پہلا پارہ با ترجمہ (ج) نماز با ترجمہ اور قرآن کریم کی آخری تین سورتیں با ترجمہ زبانی یاد کی جائیں۔

حدیث:- چہل حدیث با ترجمہ حفظ کی جائے۔

کتب سلسلہ:- (۱) نشان آسمانی (۲) کتابچہ دینی معلومات

نصاب مُتقدم

قرآن کریم:- (الف) قرآن کریم با ترجمہ سورۃ الفاتحہ تا البقرہ [illegible]۔ (ب) زبانی با ترجمہ یاد کرنے کے لئے سورہ [illegible]۔ [illegible]

حدیث:- پیارے رسول کی پیاری باتیں (یہ کتابچہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے قیمتاً حاصل کر سکتے ہیں۔

کتب سلسلہ:- (۱) انفاس قدسیہ (۲) کتابچہ دینی معلومات

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نظامِ خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات

از محترم سیٹھ منیر احمد صاحب بانی۔ کلکتہ

فارسی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے
"آفتاب آمد ۔ دلیلِ آفتاب"
آفتاب کا منصۂ شہود ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دنیا کے اُفق پر جلوہ گر ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی موجودگی کے ثبوت کے لئے کسی عقلی نقلی یا منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر صاحب بصارت اور ذی شعور انسان اس کے نور کو دیکھ سکتا اور آفتاب کی تمازت کو محسوس کر سکتا ہے۔ بعینہٖ یہی دلیل خلافت کی برکات پر صادق آتی ہے۔

خلافت سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہیں اور اس کی کیا برکات ہیں؟ شاید کسی دہریہ کو دلائل سے سمجھانے کی ضرورت پڑے جہاں تک ہم احمدیوں کا تعلق ہے۔ ہم شب و روز ان فوائد کا مشاہدہ کرتے ہیں اور خلافت کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں وہ عظیم برکات جن کا نزول بارش کی طرح ہم پر ہو رہا ہے
فالحمد للہ علیٰ ذالک ـــ

قرونِ اولیٰ میں بھی مسلمانوں نے خلافت کی برکات سے عظیم الشان فوائد حاصل کئے اور انتہائی برق رفتاری سے روحانی اور دنیاوی ترقیات کی شاہراہ پر گامزن ہوئے۔ وہ برکات ہمارے لئے علم الیقین کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس زمانہ میں پھر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کو منہاجِ نبوت پر قائم فرمایا ہے۔ اور اب جو برکات ہم پر نازل ہو رہی ہیں ہم ان کے عینی شاہد ہیں۔ یہ برکات ہمارے لئے حق الیقین کا درجہ رکھتی ہیں۔ ۔ ۔ خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے محروم ہو جانے کے باعث مسلمان رفتہ رفتہ جس طرح قعرِ مذلت میں جا گرے وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ آئے دن مسلمانوں کے ایسے بیانات سامنے آتے رہتے ہیں جن سے حسرت و یاس کی جھلک ٹپکتی ہے۔ علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے ؎
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

کاش مسلمانوں میں اسلاف کا قلب و جگر ڈھونڈ کر لانے کی تمنا کے ساتھ ساتھ ان میں بصیرت بھی ہوتی تو ان کو نظر آجاتا کہ ؎
تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں اس خلافت کو دوبارہ قائم فرمایا ہے۔ جو نورِ نبوّت کے زمانہ کو ممتد کرنے والی ہے۔ اور لاکھوں انسان ایک ہاتھ پر جمع ہو کر خلافت کی برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ برکاتِ خلافت بہت ہی وسیع مضمون ہے خاکسار صرف ایک امر کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ اور درحقیقت یہی ایک برکت جملہ برکات کی جان ہے۔ دوسری برکات اسی کی ذیل میں آجاتی ہیں۔ وہ ہے۔ ہماری مرکزیت۔ اجتماعیت۔ اور ایک ہاتھ پر جمع ہونا۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا میں کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ نہ اموال کی کمی ہے۔ نہ نفوس کی۔ لیکن ان کا کوئی ایک واجب الاطاعت امام نہیں ہے۔ جس کے باعث وہ کروڑوں منتشر بھیڑیں ہیں۔ گاہے بگاہے فضاء میں آواز گونجتی ہے کہ فلاں مقام پر "اتحاد المسلمین" کے نام سے انجمن قائم ہوگئی۔ کہیں "خلافت کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ کبھی دیواروں پر اشتہارات آویزاں دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانو! خوش ہو جاؤ! انجمن اشاعت دین الحق قائم ہوگئی ہے۔ اپنی کھالوں اور چندوں سے اس کی مدد کرو۔ اور پھر دیکھو! کہ مسلمانوں کے تمام مصائب اور آلام کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن ایک قلیل عرصہ کے بعد ہی اکثر ایسے ادارے۔ اور ایسی انجمنیں مسلمانوں کی کھالیں اتار کر اور ان کے اموال شیر مادر کی طرح ہضم کر کے جمع۔ مؤنث۔ غائب ہو جاتی ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنے مصائب کمزوریوں اور بیماریوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور ان بیماریوں کے علاج کا آزمودہ نسخہ بھی روزِ روشن کی طرح ان پر واضح ہے۔ لیکن اس نسخہ کے استعمال کی مقدرت نہیں پاتے۔ علامہ اقبال کا ہی شعر ہے ؎
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ہر احمدی کا دل آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز اور اس کے احسانات کے تئیں جذباتِ شکر سے لبریز ہے۔ کہ ہم اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جو اسلام کی بعثتِ ثانیہ کا دور ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں امام زمانہ کو شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ آج ہر احمدی خدا تعالیٰ کے فضل کا یہ ترانہ گا رہا ہے۔ کہ
رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا

پھر خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرمائی۔ کہ ہم نے اپنا ہاتھ خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں دیا۔ جو امام زمانہ کے نائب کی حیثیت رکھتا ہے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ لیکن ایک واجب الاطاعت امام سے محرومی کے باعث ان کے عمل کی جہات مختلف ہیں۔ اس لئے اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ایک احمدی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے۔ کہ "اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ"۔ احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ اس لئے ان کی حقیر اور کمزور مساعی میں بھی خدا تعالیٰ نے برکت پر برکت ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتدائے زمانہ میں نبوت کی مثال ایک کمزور و ناتواں پودے کی سی ہوتی ہے۔ تیز و تند ہوائیں اسے بیخ و بُن سے اکھیڑنا چاہتی ہیں۔ اور درندے اور چرندے اسے اپنے پاؤں تلے روندنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فضل اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور وہ ناتواں پودا پھولتا پھلتا اور پروان چڑھتا ہے۔ اور آخرکار وہ ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور قومیں اس کے شیریں اور ٹھنڈے سایہ تلے آرام کرتی ہیں آج احمدیت بفضلہٖ تعالیٰ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ پہلے مخالفت، مولویوں پادریوں اور پنڈتوں تک ہی محدود تھی۔ خود ساختہ "امیر شریعت" عطاء اللہ شاہ بخاری نے کتنی رعونت سے یہ بڑ ہانکی تھی۔ کہ بڑے بڑوں نے احمدیت کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا لیکن کسی نہ کسی وجہ سے ناکام ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے میرے مقدر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ میں احمدیت کو نیست و نابود کردوں ـــ اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں لیکن خلیفۂ وقت نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ "میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں" اور بیانگِ دہل یہ اعلان فرمایا۔ کہ ؎
وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا۔ وہ اپنا خون ہی پیئے گا
دشمن سرِ حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

"امیر شریعت" کتنی حسرتوں کے ساتھ اس جہان سے گزر گیا۔ لیکن احمدیت کا قافلہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ خلیفۂ وقت کی قیادت میں کامیابی و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ عام مسلمانوں کی نفری اور مالی قوت کے مقابلہ میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے اور اموال کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں لیکن آج تحریک جدید کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کا مقدس فریضہ صرف ہماری جماعت ہی ادا کر رہی ہے۔ ایک غریب احمدی تحریک جدید کا معمولی سا چندہ ادا کرتا ہے۔ لیکن وہ بڑی سربلندی سے اعلان کرتا ہے کہ آج ہمارے اموال سے اکنافِ عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہمارے پیارے امام کی طرف سے جو تحریک بھی جماعت کے سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت صدق دل سے اپنا تن۔ من۔ دھن نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ جماعت کی ان بے نظیر اور بے مثال قربانیوں سے اپنے اور بیگانے انگشت بدنداں ہیں۔ جوبلی فنڈ کی تحریک پر جماعت نے جو عملی نمونہ پیش کیا۔ اس سے مخالفین احمدیت کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور ۱۹۷۴ء کے مظالم اسی گھبراہٹ کی بازگشت تھی۔ غرضیکہ خلافت کی برکت سے جماعت کے بیشتر حصہ کا معیارِ قربانی بہت اعلیٰ ہے۔ اس بیان کی صداقت پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ایک دلولہ انگیز تقریر کا اقتباس پیش خدمت ہے۔ خاکسار نے خود یہ پُرجوش تقریر حضورؓ کی سُنی۔ اور آج بھی حضورؓ کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لمحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں۔ تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں۔ تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں۔ تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی۔ تو میں اسی وقت یہ نمونہ دکھلا سکتا تھا۔ کہ جماعت کے سو آدمی کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا۔ اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔"

(آگے صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ کیجئے)

نظامِ خلافت مذہب کے دائمی نظام کا حصّہ ہے

از مکرم محمد عبد اللہ صاحب۔ بی ایس سی حیدر آباد

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنے کی غرض دعائیت ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دُعا کے ذریعہ واضح فرمائی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ کہ اے اللہ ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان ہی میں سے ہو۔ اس کا کام یہ ہو کہ وہ تیری آیات اُن کو پڑھ کر سُنائے شریعت سکھائے۔ احکام شریعت کی حکمت سے واقف کرے اور پھر اُن کو پاک بھی کرے یہ چار کام ایسے ہیں جو سارے عالم کی اصلاح پر محیط ہیں، اور اصلاحِ عالم کا ایسا کوئی جزو باقی نہیں رہ جاتا جو اس کے حدود سے باہر ہو۔ بشری زندگی کے گنتی کے سال ذرا غور کی اتنی وسعت کے کس طرح متحمل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ چالیس سال کی عمر میں وحی والہام کے ذریعہ نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے تاکہ لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ کا اعلان کر کے ہر مخالف پر حجت پوری کی جا سکے۔ بقیہ عمر طبعی میں اس عالمگیر فریضہ کی تکمیل کیونکر ممکن ہے۔ خصوصاً ان حالات میں کہ دعوے کے معاً مخالفت کا طوفان اُمڈ آتا ہے اور ایک عرصہ کے بعد سعید روحیں اس کی آواز پر لبیک کہتی ہیں اور جب نبی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر اس دُنیا سے کوچ کر جاتا ہے تو متبعین پر تشویش کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ لیکن مشیّت ایزدی نبی کے لگائے ہوئے پودے کو خشک ہونے سے بچانے کا سامان کرتی ہے اور وہ ارحم الراحمین خدا اس پودے کو سرسبز و شاداب رکھنے اور ثمر آور کرنے کے لئے اس نبی کے جانشین یعنی خلیفوں کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ سورۂ نور میں ارشاد فرماتا ہے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ...... الآیۃ وہ خلیفۂ نبی ایسی پریشانی کے عالم میں تمکین دین یعنی دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی اس خوف کی حالت کو جو نبی کے وصال اور جُدائی کے بعد طاری ہوتی ہے امن سے بدل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلیفے ہم بناتے ہیں اور قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ حضرت آدمؑ کے بارے میں فرمایا إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً اسی طرح حضرت داؤدؑ کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا۔ گویا نبی اور رسول خدا تعالیٰ کے خلیفے یعنی جانشین ہوتے ہیں اور ان انبیاء کے کام کو پروان چڑھانے کے لئے سورۂ نور کی متذکرہ صدر آیت میں مومنوں سے خلیفے بنانے کا وعدہ کیا اور اس طرح واضح فرمایا کہ نظامِ خلافت دین کے دائمی نظام کا حصّہ ہے۔ اور چونکہ نبی کی اتباع میں مومنوں کی ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے ان کو یہ حق دیا کہ تم اپنوں میں سے خلیفہ کا انتخاب کیا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح فرما دیا کہ خلیفے ہم بناتے ہیں۔ یعنی تصرفاتِ الٰہی اس طرح کارگر ہوتے ہیں کہ مومنوں کے قلوب خدا تعالیٰ کی جانب سے بنائے جانے والے خلیفہ کے انتخاب پر مرکوز ہو جاتے ہیں تاکہ یہ خلفاء، انبیاء و مرسلین کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کریں۔ گویا خلافت، نظام نبوت کا تتمہ ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام ضرور قائم ہوتا ہے۔

مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موضوع پر کہ نظامِ خلافت، مذہب کے دائمی نظام کا حصّہ ہے، اپنی تصنیف "شہادت القرآن" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کے لفظ کا اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (صفحہ ۵۸)

حضرت اُمّ المومنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے مارچ ۱۹۴۲ء کے "فرقان" کے خلافت نمبر کے لئے جو پیغام جماعت کے نام دیا اس میں آپؓ نے فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں۔"

نظامِ خلافت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کے بارے میں غیر از جماعت دو بزرگوں کے ارشادات، قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں گے ـــ حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ نے منصبِ امامت کے نام سے فارسی میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا اُردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے :-

"جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت متصل اور تواتر طریق سے تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس برس ہے اور بس۔ ...... بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر نمود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔"

(منصبِ امامت ص ۸۳)

نیز خلفائے راشد کی شان و عظمت کے بارے میں موصوفؒ تحریر فرماتے ہیں :-

"خلیفۂ راشد سایہ ربّ العٰلمین، ہمسایہ انبیاء و مرسلین، سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ اس کا دل تجلّی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے اس کی مقبولیت جمال ربّانی کا عکس ہے اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضہ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفتِ ربّ قدیر ہے جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر از خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے جو صاحبِ کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہلِ کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعوے سے دست بردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔"

(ایضاً ص ۸۶ و ۸۷)

۲۔ اُمّت مسلمہ کے فلاسفر علامہ الشیخ الطنطاری الجوہری جیسے انسان بھی کھلے بندوں اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اس خلافت کے دامن سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت استخلاف میں فرمایا ہے وابستہ ہونے کی صورت ہی میں مسلمانوں میں اتحاد اور طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنی کتاب "القرآن والعلوم العصریہ" کے صفحہ ۲۱ پر آیت استخلاف کو درج کرنے کے بعد جو کچھ تحریر کیا ہے، اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دُہرایا ہے۔ کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر

(آگے صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ کیجئے)

برکاتِ خلافت

از مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب قائد اصلاح وارشاد و انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ"

(سورۃ نور آیت ۵۶)

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اُس کے حکم سے ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور بوجہ بشر ہونے کے اُن پر بھی موت وارد ہوتی ہے۔ لیکن جس نظام کی بنیاد وہ اپنے ہاتھوں سے رکھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اُن کی موت کے بعد انہیں ایسے جانشین عطا کرتا ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اس نظام کو عملاً نافذ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کے انبیاء تو صرف ایک تخم ریزی کرنے آتے ہیں لیکن اس بیج کی بارآوری اور تکمیل ثانیہ اُن کے خلفاء سے ہوتی ہے۔ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے مومنوں سے جو اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں یہ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ انہیں ضرور خلافت عطا کرے گا۔ جیسا کہ اُس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی۔

اس آیت میں سچی خلافت کی کئی برکات بیان کی گئی ہیں جن میں سے تین نہایت عظیم الشان ہیں۔ سچی خلافت کی پہلی برکت یہ ہے کہ اس خلافت کے ذریعہ سے دین اسلام کو تمکنت و تقویت ملے گی۔ دوسری یہ کہ خلافت کے ذریعہ سے مومنوں کی حالتِ خوف امن سے بدل جائے گی۔ تیسری یہ کہ اس خلافت کے ذریعہ سے دنیا میں توحید خالص کا قیام ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلی اسلامی خلافت راشدہ کے ذریعہ برکتیں تمام دنیا میں پوری شان وشوکت سے ظاہر ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کا اس جوانمردی اور دلیری سے مقابلہ کیا کہ سب مرتد قبائل عرب از سر نو حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ جو جھوٹے مدعیانِ نبوت خلافت راشدہ کے بالمقابل بمعہ اپنے سازوسامان اور لاؤلشکر کے بُری طرح پسپا ہو کر یا تو مارے گئے یا انہوں نے خلافت راشدہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور توبہ کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آخری زمانہ خلافت سے شروع کر کے حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانہ خلافت تک کی کامیاب جنگوں کے ذریعہ سے قیصر وکسریٰ کی عظیم الشان حکومتوں کے حملوں کا خوف بالکل ختم ہو گیا اور اسلام ایک اعلیٰ درجہ کی منظم حکومت بن کر زمین پر نمودار ہوا اور عرب اور اس کے اردگرد کے ممالک میں توحید خالص ایک چمکتے ہوئے سورج کی طرح ضوفشانی کرنے لگا۔

احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں ملوکیت پھیل جائے گی جس کے بعد ایک اور بڑی جابرانہ قسم کی بادشاہت کا دور آئے گا اور جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا یہ دور چلے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ثُمَّ تَکُوْنُ الْخِلَافَۃُ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ" یعنی ملوکیت کے دونوں قسم کے دوروں کے بعد منہاج نبوت پر پھر خلافت قائم ہو جائے گی۔ یہ خلافت حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کی ہوگی جو نبی اللہ ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خلافت جماعت احمدیہ میں ۱۹۰۸ء سے قائم ہے اور جماعت احمدیہ کے برحق ہونے کی ایک عظیم الشان دلیل ہے کیونکہ سورہ نور کی مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ سچے مومنوں کو ضرور نعمتِ خلافت سے سرفراز کرے گا۔ پس باقی مسلمانوں کا اس موعودہ نعمت سے محروم ہونا اور احمدیوں کا اس نعمت سے متمتع ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ایمان کے اصلی اور حقیقی تقاضوں کو صرف جماعت احمدیہ پورا کر رہی ہے۔ جس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں خلافت کی مستحق ٹھہری ہے اور باقی مسلمان اس سے محروم ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ دن رات خلافت خلافت کی رٹ لگا رہے ہیں وہ ان کو مل نہیں رہی ہے۔

پس خلافت کی سب سے پہلی برکت تو یہی ہے کہ جن کے پاس یہ ہے اس کا اُن کے پاس ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کی نگاہ میں صرف وہی ایسے مومن ہیں جو ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لا رہے ہیں۔

دوسری برکت خلافت کی یہ ہے کہ خلافت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے سچے دین (اسلام) کو شان وشوکت اور قوت وتمکنت عطا کرتا ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی تاریخ خلافت اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام اکناف عالم میں جو غلبہ حاصل ہو رہا ہے اُس کی مثال کسی اور مسلمان فرقے میں ملنی محال ہے۔ یہ خلافت ہی کی برکت ہے کہ دنیا کے ہر ایسے ملک میں جہاں مذہبی آزادی ہے جماعت احمدیہ کے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ یورپ اور افریقہ کی متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم چھپ کر ان بر اعظموں کی مختلف قوموں کی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اور افریقہ میں سینکڑوں ایسے سکول کھل چکے ہیں جو مسلمانوں کو عیسائیت کے دام فریب سے بچا کر انہیں بہ حیثیت مسلمان معاشرہ کے معزز اور قابل قدر افراد بنا رہے ہیں۔ جب کہ احمدیت کے وہاں پہنچنے سے قبل کسی مسلمان کے لئے ایسا ممکن نہ تھا کیونکہ کسی معزز عہدہ پر پہنچنے سے پہلے پہلے ہی وہ عیسائی ہو چکا ہوتا تھا۔

افریقہ میں عیسائیت ایک اور طریق سے بھی مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی تھی اور وہ ان عیسائیوں کے ہسپتال تھے جہاں بعض نہایت ہی کمینہ اور مذموم طریقوں سے مسلمانوں کو اسلام سے دل برگشتہ کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ کہ کسی مسلمان کو اس کی بیماری کے علاج کے لئے صحیح دوائی دینے کی بجائے عام پانی میں کوئی رنگ ڈال کر دے دیا جاتا جس کا طبعاً کوئی فائدہ نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہی عملاً ہوتا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اُسے صحیح دوائی دے کر یہ کہا جاتا کہ لو اب مسیح کا نام لے کر یہ دوائی پیو جس کے نتیجہ میں مریض طبعاً شفایاب ہو جاتا اور اُسے اس طرح اسلام سے بدظن کر کے عیسائی بنا لیا جاتا۔ لیکن خلافت احمدیہ کی برکت کے نتیجہ میں اب کسی مسلمان کو اپنے علاج کے لئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنے والے عیسائی ہسپتالوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے درجنوں ہسپتال افریقہ میں کھل چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اب اپنا ایمان خطرہ میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

افریقہ میں یہ سکول جو اسلامی تعلیم دیتے ہیں اور یہ ہسپتال جو انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں صرف اُس جماعت کے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت خلافت سے سرفراز کر رکھا ہے۔ لیکن پاکستان کے کسی اور فرقے کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق نہیں دی کہ وہ بھی اسی قسم کے کام کرے کیونکہ وہ سب نعمتِ خلافت سے محروم ہیں۔

تیسری برکت جو ہمیں خلافت کے ذریعہ سے مل رہی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت پر آج تک جس قدر بھی ابتلا کے دور آئے ہیں اُن سب کے شر سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے طفیل جماعت کو نہ صرف بچا لیا بلکہ ترقی پر ترقی دی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو دنیا نے کہا کہ اب مرزا صاحب کا کارخانہ (نعوذ باللہ) تباہ ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت پر متمکن فرما کر انہیں یہ توفیق دی کہ آپ نے جماعت کو ہر قسم کے انتشار اور پراگندگی سے بچا لیا۔

پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فوت ہوئے تو اہل پیغام کے زیر اثر جماعت کے ایک کثیر حصہ نے خلافت سے ہی انکار کر دیا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کی قیادت اس انداز سے کی کہ جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ صرف اُس جماعت کے ساتھ ہے جو خلافت سے منسلک ہے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت کی اکثریت پھر سے دامنِ خلافت سے وابستہ ہو گئی۔ اور جماعت نے بیرون ملک بھی اس سرعت سے ترقی کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات سے قبل آزاد دنیا کے بیشتر ممالک میں احمدیت اس طرح قائم ہو چکی تھی کہ بے خوف وخطر یہ کہا جا سکتا تھا کہ احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

اور جہاں تک اندرون ملک خطرات کا سوال تھا جو جماعت پر کئی ایسے زہرہ گداز اور جاں گسل دور آئے کہ عام لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس اب یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ لیکن خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ

نے ان مہیب خطرات اور فتنوں سے جماعت کو نہ صرف ہر طرح محفوظ رکھا بلکہ ان ابتلاؤں کو جماعت کی ترقی کا ذریعہ بنا دیا۔ جماعت نہ صرف اندرون پاکستان بڑھی بلکہ بیرون پاکستان بھی اس کی تعداد پہلے سے کئی گنا ہو گئی۔ خلافت حقہ کی چوتھی برکت جو جماعت کو ملی ہے وہ جماعت کی وہ شیرازہ بندی اور تنظیم ہے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی اسلامی فرقہ میں ملنی محال ہے۔ خلیفہ کا اولین کام جماعت کو منظم کرنا اور اس کی شیرازہ بندی کو مضبوط کرنا ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ:-

"وَقَدِ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ خَلِيْفَةً لِيَجْمَعَ بِهِ اُلْفَتَكُمْ وَيُقِيْمَ بِهِ كَلِمَتَكُمْ"

(دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۷۵۹)

یعنی ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک خلیفہ عطا کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہاری شیرازہ بندی کو قائم و دائم کر دے۔

چنانچہ اس کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت ثانیہ کے ذریعہ جماعت کی دو ذیلی تنظیمیں قائم کر دی ہیں کہ جن کے باعث جماعت کا ہر فرد خواہ وہ بچہ ہو یا بچی۔ جوان ہو یا بوڑھا ایک نہایت ہی خوشنما اور مضبوط لڑی میں پرویا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ اطفال کے لئے اطفال الاحمدیہ، جوانوں کے لئے خدام الاحمدیہ بوڑھوں کے لئے انصار اللہ۔ بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ اور عورتوں کے لئے لجنہ اماء اللہ وہ تنظیمیں ہیں جن سے جماعت کی ایک پائیدار اور محکم شیرازہ بندی ہو چکی ہے جس کے باعث جماعت دنیا کے لئے قابل رشک تنظیم بن چکی ہے۔

پس خلافت اسلامی نظام میں ایک کونے کا پتھر ہے اور جماعت کی ترقی اور شیرازہ بندی کا سارا دارومدار اسی بابرکت نظام میں ہے۔ لہذا ہر احمدی کو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دامن خلافت سے دائمی طور پر وابستہ کر لینا چاہیئے۔

(الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۷۹ء)

نظام خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات
بقیہ صفحہ ۱۵

حضور کی یہ تقریر [illegible] کی ہے۔ شاید کوئی دوست یہ کہتا ہے [illegible] ایک ایشیا کی تعلّی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی تعریف کرتے ہوئے اپنی تصنیف حنیف تذکرۃ الشہادتین میں رقم فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میری جماعت میں آنے والے لوگ کیا نمونہ دکھلائیں گے سو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہر ابتلاء کے وقت جماعت نے وہ نمونہ دکھلایا۔ جو کہ ہمیشہ ہی راستبازوں اور صادقوں کی جماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے ۱۹۴۷ء کے پر آشوب ایام میں ۳۱۳ درویشان کرام نے قربانی کا جو بے نظیر نمونہ پیش کیا وہ اس شعر کی عملی تفسیر ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

درویشوں کی یہ قربانی تاریخ احمدیت کا ایک زریں [illegible] ہے اور رہتی دنیا تک ان مجاہدین کا نام [illegible] توقیر سے سر بلند رہے گا۔ خلیفہ کا کوئی [illegible] ہوتا۔ حضور نے ۳۱۳ کے عدد میں [illegible] درویشوں [illegible] کی عزت افزائی فرما دی۔ پھر [illegible] امام وقت کا [illegible] احمدیت کے [illegible] دلوں پر تسلی کا [illegible]

چلن نہیں رکتا" ہمارے بزرگوں نے اپنے اپنے وقت پر جو قربانیاں پیش کیں، وہ بے مثال ہیں لیکن تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۔ احمدیت کی نسل کا تیسرا دور شروع ہے۔ حضرت المصلح الموعودؓ نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا کہ ؎

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار

جہاں تک خلافت کا تعلق ہے۔ ایک خلیفہ کے فوت ہو جانے کے بعد خلافت کی ذمہ داریاں اس کا جانشین سنبھال لیتا ہے۔ اور وہ جانشین بھی خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہوتا ہے۔ مذکورہ مصرعہ میں "ہم" سے مراد امام وقت کے وہ جاں نثار ساتھی ہیں۔ جو اس کی دعا کا نتیجہ ہوتے ہیں ؎

مقصود مل گیا ہے اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

"ہم" سے مراد [illegible] مولوی عبد الرحمٰن صاحب ہیں۔ جو کہ اپنی خدمات کے لحاظ سے ایک فرد کی بجائے انجمن تھے "ہم" سے مراد چوہدری نذیر احمد صاحب گجراتی مرحوم ہیں۔ جن پر تو مینگ مشین کا گمان ہوتا تھا۔ اور جو کام بھی ان کے سپرد کیا گیا دیوانہ وار سے سرانجام دیا۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ اب نئی نسل کا فرض ہے کہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلے یہی مومن کی پہچان قرآن پاک میں خدا نے یہی بیان فرمائی ہے قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ ہم خلافت کی برکات سے تبھی متمتع ہو سکتے ہیں۔ جب ہم حضور کی ہر تحریک پر اس طرح لبیک کہیں۔ جس طرح بٹن دبانے سے بلب روشن ہو جاتا ہے۔

احمدیہ وفد کی گورنر پنجاب جناب جے سکھ لال ہاتھی صاحب سے ملاقات

مورخہ ۹ کو چنڈی گڑھ میں گورنر پنجاب جناب جے سکھ لال ہاتھی صاحب سے احمدیہ وفد نے ملاقات کرتے ہوئے قادیان سے متعلق بعض اہم باتیں پیش کیں۔ احمدیہ جماعت کا مقدس مرکز رہنے کی وجہ سے قادیان مذہبی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے اور قریباً ساری دنیا سے زائرین قادیان آتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لوکل انتظام صفائی۔ ٹرانسپورٹ سے متعلق بعض امور کو بھی گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کرنا مقصود تھا اس لئے اس وفد میں جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے ساتھ میونسپل کمیٹی قادیان کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ایڈیشنل ناظر امور عامہ اور میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے جناب رام پرکاش پربھاکر صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی اور [illegible] الدین صاحب فاتق [illegible] شریک ہوئے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ اور میونسپل کمیٹی قادیان کا یہ مشترکہ وفد گورنر صاحب سے ملا۔ وفد کی ملاقات کا وقت پہلے سے مقرر تھا۔ وقت معینہ پر پرائیویٹ سیکرٹری وفد جناب گورنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سب سے پہلے محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نے ممبران وفد کا تعارف کرایا بعدہٗ اختصار کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے قرآن مجید انگریزی کی ترجمہ اور جماعت سے متعلقہ لٹریچر پیش کیا۔ نیز تیار شدہ میمورنڈم پیش کرتے ہوئے بعض اور امور کی زبانی وضاحت کی اس کے بعد جناب پربھاکر صاحب نے قادیان میں قریباً ساری دنیا سے احمدی زائرین کی آمد کے معاملے کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ قادیان میں باہر سے آنے والے یہاں کے لوکل انتظام کا اچھا اثر لے کر جائیں۔ میونسپل کمیٹی کے موجودہ بجٹ کو پیش کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس بجٹ میں سڑکوں کی مرمت نہیں کی جا سکتی۔ جن کی حالت کافی خراب ہو چکی ہے۔ اس لئے جس طرح بعض دیگر مذہبی اور مقدس شہروں کو گورنمنٹ کی طرف سے سپیشل مالی امداد دی گئی ہے قادیان کی انتظامیہ کے لئے بھی امداد پر غور فرمایا جائے تاکہ قادیان بھی صفائی اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک قابل نمونہ شہر ہو اور اس کی سڑکیں بھی پختہ ہوں۔ جناب گورنر صاحب نے وفد کی باتوں کو بغور سنا اور میمورنڈم پر تحریری ہدایت بھی دیں۔ گورنر صاحب کی ملاقات کے بعد جماعت کے وفد نے منارۃ المسیح پر سنگ مرمر کی پلیٹیں نصب کرانے کے سلسلہ میں محکمہ کے وصولی کی منظوری سے جناب ڈائریکٹر صاحب سول سپلائی پنجاب سے بھی ملاقات کی اسی طرح بیرونی ممالک کے مخیر احباب کی طرف سے فری میڈیسنز کا تحفہ کو کسٹم سے کلیئر کرانے کے لئے ڈائریکٹر ہیلتھ پنجاب سے ملاقات کی۔ ہر دو ڈائریکٹر صاحبان نے جماعت کی معروضات کو غور اور دلچسپی سے سنا اور اور پورے تعاون کا یقین دلایا۔ (نامہ نگار خصوصی)

نظام خلافت مذہب کے دائمی نظام [illegible]

مسلمانوں کی کامیابی کا دور کو [illegible] ہی انہیں زمین پر خوشحالی [illegible] ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی حکومت [illegible] ہے اور نہ ہی ان کو خوف امن سے بدل سکتا ہے مگر صرف اور صرف [illegible] نبوت کے ذریعہ۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا [illegible] ہے کہ وہ اس نے نظام خلافت [illegible] جو کہ مذہب کے دائمی نظام کا [illegible] ہے جماعت احمدیہ کو نصیب [illegible] اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے تاریخی

[illegible] احمدیہ
بقیہ صفحہ ۱۶

[illegible] اجتماعی [illegible] ہوتا [illegible] شدہ جماعت احمدیہ [illegible] منتخب ہوئے آپ [illegible] حضرت مصلح موعود رضی اللہ [illegible] خلیفہ منتخب ہوئے [illegible] حضرت مرزا ناصر احمد صاحب تیسرے خلیفہ ہوئے آپ نے خدا سے علم پا کر [illegible] بھی دے دی ہے کہ آئندہ صدی اسلام کی سربلندی کی صدی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

صادق ہے اگر تو صدق دکھا [illegible]

[illegible] دنیا کے [illegible] جائے [illegible]

خلافت احمدیہ کا ثبوت
اہل پیغام کی تحریرات سے

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان

۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا روحانی نظام جاری ہوا جیسا کہ ہر نبی کے بعد عموماً اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خصوصاً امت محمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کا سلسلہ ہوا۔ بعینہٖ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کی نص کے مطابق حضرت حاجی نور الدین صاحبؓ کو اپنا "خلیفہ" قبول کیا۔ اور تمام افراد جماعت احمدیہ نے حضرت ممدوح کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے پہلے ۱۹۰۵ء میں اپنے بعد خلافت سے وابستہ ہونے کی وصیت فرمائی کہ:

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو...... اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیت صفحہ ۶ و ۷)

سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کے حال کی تفصیل بیان فرمائی ہے:

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام انسانوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے "خلافت" کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے......"

آیت (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۶) صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

جماعت احمدیہ کے جملہ افراد نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر متفقہ طور پر بیعت کر کے دنیا میں اعلان مشتہر کیا کہ:

"۱۔ آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود علیہ السلام و باجازت حضرت ام المومنینؓ کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہٗ کو آپ کا "جانشین اور خلیفہ" قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر لینے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اکابرین جماعت احمدیہ نے حضرت ممدوح کی خدمت اقدس میں مندرجہ ذیل درخواست پیش کی کہ:۔

"حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہے جیسا حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۲)

۲۔ اس کے بعد ساری جماعت کو ایک ضروری اعلان بھیجا گیا کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں، کی۔ اور اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام خواہ وہ مسائل کے بارہ میں ہوں یا کسی اور بارے میں، ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(ایک ضروری اعلان صفحہ ۱ از مولوی محمد علی صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور خلافت یعنی ۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ متفقہ طور پر خلافت احمدیہ کو جزو ایمان سمجھتی اور اس کی اشاعت کرتی رہی جیسا کہ اہل پیغام حضرات کے رسالہ المہدی دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۵۶ سے ظاہر ہے کہ

"ہم ..... حضرت نور الدین اعظم کو حضرت اقدسؑ کے بعد اپنا ایک واجب الاطاعت اور دینی پیشوا یعنی امام مانتے ہیں۔"

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے وصال اور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے انتخاب کے بعد حصول اقتدار کی ہوس رکھنے والے کچھ افراد نے جماعت احمدیہ کے دو پھاڑ کر دیئے۔ شکست خوردہ ذہنیت کے شکار چند افراد احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور انہوں نے خلافت احمدیت کے خلاف انجمن اشاعت اسلام کے نام سے محاذ قائم کر کے "پیغام صلح" اخبار کے ذریعہ ایک مورچہ سنبھال لیا اور موقعہ پا کر ان کے دلوں کا لاوا پھوٹ پڑا کہ:

"اب جب ہم چار پانچ آدمی قادیان سے نکلے ہیں تو اس وقت ہی ہم نے طے کر لیا تھا کہ ہم مسئلہ تکفیر کا مقابلہ کریں گے۔"

(پیغام صلح ۴ مارچ ۱۹۴۰ء صفحہ ۸)

۲۔ جب اکابرین اہل پیغام نے کچھ طاقت مجتمع کر لی تو مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے اپنی ایک جوشیلی تقریر میں بڑے غیظ و غضب کے ساتھ جملہ غیر مبائعین حضرات کو انتہائی طور پر برانگیختہ کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"میں کہتا ہوں قادیان کی خلافت شرک کا ایک قلعہ ہے۔ اسلام اور احمدیت کا تقاضا ہے کہ اس قلعہ کو توڑ دیا جائے۔"

(پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

۳۔ قادیان میں کفر کا زبردست قلعہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اس کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں۔ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اس قلعہ کو پوری کوشش کے ساتھ توڑ ڈالیں ..... اس کام کے لئے پوری کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔ قربانی کی ضرورت ہے۔ تم میں سے ایک ایک فرد اس کفر و شرک کے قلعے کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔" (ایضاً)

جماعت احمدیہ کا مسلمہ اور متفقہ عقیدہ ہے کہ خلافت احمدیہ کا دامن قیامت تک ممتد ہے اور یہی عقیدہ ۱۹۱۴ء تک اکابرین اہل پیغام کا تھا۔ اس موقعہ پر میں چند حوالے غیر مبائعین حضرات کے لٹریچر سے بطور نمونہ پیش کر رہا ہوں۔ جن سے ہمارے مسلک کی تائید و صداقت ثابت ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے الوصیت میں اپنے بعد "قدرت ثانیہ" کے قیام کی خوشخبری دی ہے۔ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔ غیر مبائعین حضرات بھی "قدرت ثانیہ" سے خلافت ہی مراد لیتے رہے ہیں۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو قدرت ثانیہ کا مظہر اول جانتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"۱۔ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اول ہمیں عطا کیا۔ وہ مظہر اول وہی ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں۔ یعنی حضرت حکیم الامۃؓ"

(الحکم ۲ جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وصیت کی تکمیل و تعمیل کے لئے قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے۔"

(الحکم ۲۲ اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

۳۔ "اب قدرت ثانیہ کا جو مظہر اول ہمارے درمیان قائم ہوا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے...... اب یہ خلافت اولیٰ جو قائم ہوئی ہے۔ اس قدرت ثانیہ کے فیض سے حصہ لینے کے لئے نہایت ہی سچا اور صحیح ذریعہ ہے۔ اور اب جو کچھ فیض ہماری خدمات پر اللہ تعالیٰ سے ہم کو ملتا ہے۔ اس کا پہلا مظہر یہی خلافت اولیٰ ہے۔"

(تقریر سید حامد شاہ صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء۔ اخبار بدر ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۔ رپورٹ جلسہ سالانہ)

دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۸ ۷ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب)

۴۔ "جیسے کہ پہلے خلفاء حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے وقت میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ اسی طرح دلائل سے اسلام پھیلے گا۔"

(پیغام صلح ۲۸ جولائی ۱۹۴۳ء)

۵۔ "دوستو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تو احمد کی شکل میں اور حضرت ابو بکر کو دیکھا تو اسرا نور الدین کی شکل میں۔"

(تقریر خواجہ کمال الدین صاحب اخبار بدر ۷ / ۱۴ / ۲۱ اپریل ۱۹۱۰ء صفحہ ۸)

۶۔ "میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے حضرت حاجی حرمین شریفین حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح نے حضرت ابو بکرؓ کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔"

تقریر سید محمد حسین شاہ صاحب اخبار بدر ۱۴ جنوری ۱۹۰۹ صفحہ ۱۰۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ صفحہ ۹۵ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب)

ان حوالہ جات سے ظاہر کہ اکابرین اہل پیغام قدرت ثانیہ سے خلافت احمدیہ مراد لیا کرتے تھے۔ جس کے مظہر اوّل حضرت حاجی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ مثیل حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کے بعد قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی مثیل حضرت عمرؓ سیدنا حضرت فضل عمر اور پھر مظہر ثالث کا وجود باجود بھی لازمی و ضروری تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جو منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو چکی ہے۔ اس صداقت کا انکار رائی کے دانہ کے برابر ایمان رکھنے والا کوئی بھی احمدی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب "فضل عمر" کے انتخاب کے بعد انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء میں ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ:۔

۷۔ "صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی انہیں سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت سے ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔"

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

۸۔ "ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر کرسکتی ہے اور اسے معزول بھی کرسکتی ہے۔ انجمن کا اختیار ہے کہ کسی کو ایک سال کے لئے مقرر کرے، کسی کو دس سال کے لئے یا ساری عمر کیلئے۔"

(پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۴۲ء)

۹۔ "غیر مبایعین کے ایک مبلغ جناب اختر حسین صاحب گیلانی نے جماعت احمدیہ میں خلافت کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کیا کہ
"ہمیں اگر شخصی خلافت سے انکار ہے تو صرف اس بنا پر ہے کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے کہ وہ انجمن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی۔"

(رسالہ مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۶۸)

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت غیر مبایعین اور ان کے مبلغین وغیرہ کے بیانات سے جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود تو ثابت ہے۔ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ خلیفہ صرف انجمن مقرر کرے یا ساری جماعت اس کا انتخاب عمل میں لائے۔ معتمدین صدر انجمن احمدیہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات طیبہ میں تشکیل دی تھی جس کے ممبران کو حضرت خلیفۃ اللہ خود مقرر فرماتے یا تبدیل کرتے تھے۔ کیا یہ انجمن حضور علیہ السلام کے حین حیات آپ کی جانشین تھی۔ اور کیا اسے اکابرین اہل پیغام کے تجویز کردہ اختیارات حاصل تھے؟ بہر حال اہل پیغام کے نقطہ نظر کی رو سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو بھی جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود ثابت ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کے تین فیصلے:۔

۱۔ خلافت کے قیام کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ کے اب تک تین فیصلے منظر عام پر آچکے ہیں۔ خلافت کے قیام پر سب سے پہلا اجتماع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب کے موقعہ پر ہوا کہ:۔

"حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان ..... جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ انجمن کا دوسرا فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال کے بعد قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کے انتخاب کے موقعہ پر ہوا۔ جس پر مولوی محمد علی نے انا خیر منہ کے تحت بیعت سے انکار کرتے ہوئے اس انتخاب کے نتائج پر رائے زنی کی کہ:۔

"جس صورت میں زیادہ حصہ مجلس معتمدین کا صاحبزادہ کا بیعت شدہ تھا تو کیا وجہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو اس پر اعتبار نہیں رہا۔ سیکرٹری ان کا مرید۔ محاسب ان کا مرید۔ ناظر ان کا مرید وہ خود اس کے میر مجلس۔ پندرہ میں سے نو ان کے مرید وہ جس طرح چاہتے ان سے کام لے سکتے تھے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۵ مئی ۱۹۱۴ء)

صدر انجمن احمدیہ کا تیسرا فیصلہ قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کے انتخاب کے موقعہ پر ہوا۔ جس میں انجمن نے جماعتی کثرت رائے کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور جملہ احمدیوں نے سیدنا حضرت ناصر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت خلافت و تجدید بیعت خلافت کر کے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی وصیت پر عمل کیا۔ پس اب تک تین بار صدر انجمن احمدیہ عملاً خلیفہ کے انتخاب کا جماعتی فیصلہ قبول کر چکی ہے اور انجمن نے اس فیصلہ کو اتار نے کی کبھی کوشش نہیں کی جو خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو پہنائی ہوتی ہے۔ بلکہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بھی عملاً اپنے امیر کو معزول کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اکابرین غیر مبایعین میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں۔ ان کی تحریرات میں ۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ میں خلافت کی تائید ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ

"نیز میرے مرنے کے بعد میری اولاد ذکور و اناث نابالغ رہ جائیں تو ان کی تعلیم و تربیت و تزویج وغیرہ کا انتظام بطور کار ذہن کے خلیفہ وقت کی سرپرستی میں کیا جائے۔"

(مرقوم ۲۹ جنوری ۱۹۰۴ء)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ غیر مبایعین حضرات خلافت احمدیہ کے دل سے ضرور قائل ہیں۔ ان کا اختلاف صرف خلیفہ کے دائرہ عمل سے ہے۔ چونکہ خلافت کے قیام کے بغیر روحانی نظام چل نہیں سکتا۔ اس لئے ایک لمبے تجربے کے بعد جماعت احمدیہ لاہور ان کے امیر دوم ڈاکٹر اکابرین نے بوجہ ندامت خلیفہ یا خلافت کا نام لئے بغیر الوصیت کے حصہ قدرت ثانیہ کے مدنظر خلیفہ کی اشد ضرورت و اہمیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ:۔

۱۔ "جماعت احمدیہ (غیر مبایعین) نے الوصیت کے عملی حصہ کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھائی ہے اور اس کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہے۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصوروار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو ایک بدترین گنہگار کو ہو سکتا ہے۔ میں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھائی ہے۔"

(پیغام صلح ۴ جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۸)

۲۔ "یہ (ترقی) تبھی ممکن ہے جب ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو۔ بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوں۔"

(پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۴۳ء صفحہ ۲)

۳۔ "ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا حکم اس قانون کے تحت واجب التعمیل ہو اور کوئی فرد جماعت اس کے حکم کی آوری میں چون و چرا نہ کرے۔ اس امارت کی بہترین مثالیں زمانہ خلافت ابو بکرؓ و عمرؓ ہے۔"

(پیغام صلح ۱۷ فروری ۱۹۴۳ء)

اللہ تعالیٰ ان کے مخلصین کی آنکھیں کھولے اور انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا"۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۰۶)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس "اظہار الحق" ٹریکٹ کی تائید کن کو حاصل تھی اس کی وضاحت پیغام صلح کے سرپرست کے حسب ذیل الفاظ سے ہوتی ہے

"جو ٹریکٹ (یعنی اظہار الحق ناقل) ہم نے دیکھے ہیں ان میں ذرا بھی شک نہیں کہ اکثر باتیں ان کی سچی ہیں جہاں تک کہ ان کے متعلق ہمارا علم ہے اور بعض باتیں ہمارے علم سے بالاتر ہیں اس لیئے ہم ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے ہمارے خیال میں یہی رائے تمام جماعت کی ہوگی"۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۱۰)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں خود اندازہ کریں کہ اکابرین غیر مبائعین خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے مقابلہ پر محض اقتدار کی خاطر کس طرح کھیل رہے تھے اور پیغام صلح کے ذریعہ جس کو خلیفۃ المسیح الاوّل نے "پیغام جنگ" کا نام دیا تھا کن ناشائستہ جذبات کو استعمال کر کے حق و صداقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے اور یہ سب کچھ "یعنی محمود" کا ہی شاخسانہ تھا جبکہ خدائی تقدیر نے پہلے ہی آسمان پر فیصلہ کیا تھا کہ اس اولوالعزم خدائی جماعت کی حقانی خلافت کے مستحق حضرت مولوی نور الدین کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ہونگے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا جبکہ تمام قوم نے آپ کی خلافت پر اتفاق کر کے آپ کو اپنا دلنشین خلیفہ تسلیم کیا اور بفضلہ تعالیٰ آپ اکاون سال تک مسند خلافت پر گامزن رہ کر بالآخر ۱۹۶۵ء میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے دورِ خلافت میں اکابرینِ غیر مبائعین نے آپ پر کئی قسم کے خلاف واقعہ اتہام لگائے حتیٰ کہ نعوذ باللہ "یزید" "حسن بن صباح" اور "ڈوئی" تک سے تشبیہ دینے میں ان لوگوں نے ہچکچاہٹ محسوس نہ کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی ہرزہ سرائیوں کو انہیں تک محدود رکھ کر انہیں پر الٹا کر ہمیشہ کے لئے احمدیہ بلڈنگس کی چاردیواری میں انہیں محصور کر کے رکھ دیا اور خلیفہ برحق کی روحانی سلطنت کو اکناف عالم تک پھیلا کر کروڑہا انسانوں کو ان کے تابع کر دیا جس مقدس خلیفہ کو غیر مبائعین زعم خود "کل کا بچہ" سمجھ کر یہ اعلان کرتے تھے

کہ:- "ایک غیر معصوم انسان کو جو ابھی رشد کی عمر کو بھی نہیں پہنچا اپنا امیر اور راہنما بنالیا ہے"۔ (المہدی عنا صفحہ ۳۵)

"اب وہ (یعنی مبائعین ناقل خاکی) پچیس سال کے نو عمر جوان کے غلام ہیں کیونکہ وہ موجودہ خلیفہ صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کامل اطاعت کی بیعت کر چکے ہیں لیں وہ ایک گونہ ایک بچے کے دائمی غلام بن گئے"۔ (پیغام صلح ۱۷/اپریل ۱۹۱۴ء)

نو عمر کی قیادت پر اعتراض کا جواب

پہلی مجلس شوریٰ میں ہی فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعتراض کا پُر حکمت جواب دیا جو "منصب خلافت" کے صفحہ ۲۴ صفحہ ۲۵ پر درج ہے اس لیکچر میں حضور نے غیر مبائعین کے اعتراضوں کی حقیقت کھول کھول کر بتائی اور فرمایا:-

"کہا جاتا ہے کہ عمر چھوٹی ہے حضورؓ نے اس کے جواب میں حضرت ابن ابی لیلیٰ کا واقعہ بیان فرمایا جنہیں حضرت عمرؓ نے ۱۹ سال کی عمر میں کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا تھا کوفہ والوں نے ازراہ مذاق (غیر مبائعین کی طرح ناقل خاکی) ان سے عمر پوچھی انہوں نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو جس عمر میں کبار صحابہ کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں اس سے دو سال بڑا ہوں (یعنی ۲۱ سال کا) حضورؓ نے فرمایا میں بھی اسی رنگ میں جواب دیتا ہوں کہ میری عمر ابن لیلیٰ سے بھی سات برس زیادہ ہے۔ (یعنی ۲۵ سال)" مگر افسوس ہے کہ باوجود اس حقیقت کے پھر بھی غیر مبائعین کی تسلی نہ ہوئی اور وہ مولوی محمد علی صاحب کی تادم زیست اس تمنا میں سرگرداں رہے کہ مولوی محمد علی صاحب احمدیت کے پہلے مجدد تھے (پیغام صلح ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ء) حالانکہ یہ جانتے ہوئے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا منصب "امام آخر الزمان" ہے اور حضرت اقدس نے اپنے آپ کو مجدد صدی اور مجدد الالف آخر قرار دیا ہے اور یہ مسلّمہ امر ہے کہ جس طرح پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ کی تعیین نا ممکن ہے اسی طرح مسیح موعود امام آخر الزمان کے زمانہ کی تعیین بھی ناممکن ہے پس مطابق ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ خلفاء مسیح موعود ہی اب مجددین کے مصداق ہیں جس کی تصدیق واقعات کی روشنی میں اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے کہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت جس رنگ میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی

کر رہی ہے اس سے کسی بھی محقق کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر اعتراض کرنے والے حضرات کو حکیم الامت حضرت مولانا مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تنبیہ کو ہر وقت زیر نگاہ رکھنا چاہیئے کہ "محمود کی خواہ کوئی کتنی شکایتیں ہمارے پاس کرے ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے جو ان کو نظر نہیں آتی یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا"۔ (روایت از مضمون میاں عبد الوہاب صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ الفضل ۴/ اگست ۱۹۴۷ء)

پس میں وقت کی تنگی کے پیش نظر انہی چند سطور پر اکتفاء کر کے اپنے روٹھے ہوئے غیر مبائعین سے عاجزانہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ حق و باطل میں بغور امتیاز کر کے جماعت مبائعین سے وابستگی اختیار کریں اور فلاح دارین کے حصول کے مستوجب بنیں آمین۔

*

اعلاناتِ نکاح

(۱) مؤرخہ ۹ مئی ۱۹۸۰ء کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سماۃ منصورہ عصمت صاحبہ بنت مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش قادیان کے نکاح کا اعلان فرمایا جو مکرم عبد المالک صاحب ملکانہ ابن مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ درویش مرحوم حال مقیم مغربی جرمنی کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے ـــــ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایجاب و قبول سے قبل فریقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام نے زمانہ درویشی میں حفاظتِ مرکز کے اہم فریضہ کی بجا آوری میں نمایاں کام کیا ہے اور مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ مرحوم ایک لمبے عرصہ تک انسپکٹر بیت المال کے طور پر سلسلہ کی خدمت بجالاتے رہے ہیں۔

ایجاب و قبول کے بعد اجتماعی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لیے موجب رحمت و برکت کرے اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین

(۲) مورخہ ۹ مئی ۱۹۸۰ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مسماۃ نصیرہ ساجدہ صاحبہ بنت مکرم سلیمان صاحب بلوی درویش قادیان کے نکاح کا مکرم محمد رفیق عبد السلیم صاحب ابن مکرم محمد حنیف صاحب ساکن حیدر آباد کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر اعلان فرمایا اور ایجاب و قبول کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت کرے۔

مکرم محمد رفیق صاحب نے بفضلہ تعالیٰ صحت جسمانی میں مسٹر آندھرا کا ٹائیٹل جیتا ہے اب وہ آل انڈیا سطح کے مقابلے میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں بھی کامیابی بخشے آمین۔ موصوف نے مختلف مدات میں ۲۰/- روپے ادا کئے ہیں جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(۳) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی قادیان نے مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۰ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزم مولوی محمد عمر صاحب تماپوری مبلغ سلسلہ احمدیہ ابن مکرم عبد العزیز صاحب استاد کے نکاح کا اعلان عزیزہ مصباح تسنیم بنت مکرم مبشر احمد صاحب دیودرگ (کرناٹک) کے ہمراہ مبلغ پندرہ صد پچیس روپے حق مہر فرمایا ـــ خوشی کے اس موقعہ پر فریقین کی طرف سے پچاس روپے درویش فنڈ پندرہ روپے اعانت بدر اور دس روپے شادی فنڈ میں ادا ہوئے ہیں۔ احباب جماعت و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

(۴) خاکسار نے مورخہ ۲۰/۴/۸۰ کو مسجد احمدیہ کوڈیا تھور کیرالہ میں مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم پی ابو بکر صاحب معلم وقفِ جدید آف منجیشور کیرالہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم مکرم عبد الرشید صاحب چیکوٹی آف کوڈیا تھور کیرالہ بعوض حق مہر مبلغ ایک ہزار روپے کیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث برکت ہو اور ثمرات حسنہ سے اللہ تعالیٰ انہیں نوازے آمین۔ مکرم عبد الرشید صاحب نے اس خوشی میں درویش فنڈ میں مبلغ ۲۰/- روپے اور مکرم پی ابو بکر صاحب نے مبلغ ۱۰/- روپے مختلف مدات میں ادا کئے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

خاکسار ظہیر احمد خادم انسپکٹر بیت المال آمد قادیان

نظامِ خلافت ـــ ایک عظیم روحانی انعام - !
بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

سے بکھیر کر رکھ دیا تب تیس سال کے مختصر عرصہ کے بعد مخبر صادق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انذاری پیشگوئی بھی من وعن پوری ہو گئی کہ

ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ ثم تکون ملکاً جبریۃ فتکون ما شاء اللہ ان تکون - (مسند احمد بیہقی مشکوٰۃ د بیہقی)

یعنی اُمتِ مسلمہ اس عظیم بالشان روحانی انعام سے محروم کر دی گئی اور ان میں خلافت کے بابرکت نظام کی بجائے ظالمانہ بادشاہت اور جابرانہ حکومت مسلط ہو گئی اسلامی تاریخ کا یہی وہ المناک دور ہے جس میں یزید اور حجاج بن یوسف جیسے ظالم حکمرانوں کی خون آشام تلواروں نے نہ صرف ہزاروں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا بلکہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ حضرت امام حسین رضؓ، خاندانِ نبوت کے کئی دوسرے مقدس افراد اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عالی مرتبہ نواسہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضؓ بھی اس ظلم و بربریت کا نشانہ بنے۔ الغرض مسلمانوں نے اپنی غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں خلافت جیسی عظیم روحانی نعمت کو اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا آج بھی تمام عالمِ اسلام اس کی محرومی کے احساس کو اپنے سینے سے لگائے نوحہ کناں ہے اور حسرت و مایوسی کے آنسو بہا رہا ہے۔ چودہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں مسلمانوں نے بارہا اس امر کی کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس بابرکت نظام کو دوبارہ قائم کر کے تلافی مافات کر سکیں مگر انہیں ہمیشہ اپنی کوششوں اور تمناؤں کی پامالی ہی دیکھنا نصیب ہوئی ہے۔

تمام عالمِ اسلامی کی اس حسرت و محرومی کے بالمقابل یہ محض اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب صادق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ

کے مطابق آپ ہی کے ایک فرزِ کامل اور روحانی فرزند جلیل حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثتِ مقدسہ کے طفیل قدرتِ ثانیہ کی شکل میں ہمیں پھر اس عظیم روحانی انعام سے سرفراز فرمایا ہے چنانچہ دو کامیاب و بامراد مظاہر قدرتِ ثانیہ کا انتہائی بابرکت زمانہ خلافت دیکھ چکنے کے بعد آج ہم بفضلِ ایزدی اس کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتہائی مبارک دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی پیار اس کی خصوصی تائیدات اور موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہونے والے افضالِ سماوی کے ایمان افروز جلووں کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پس ۲۷ رمئی کا یہ عظیم تاریخی دن جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس گرانقدر انعام کی عظمت و اہمیت کا احساس دلاتا ہے وہاں ہمیں ان شرائط پر پختگی کے ساتھ کاربند رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت استخلاف میں بیان فرمائی ہیں اور جن کا لُبِّ لباب آیت مذکورہ کے سیاق سباق اور اسلامی تاریخ کے بیان شدہ سانحات کی روشنی میں یہ ہے کہ ہم ہمیشہ پورے صدقِ دل اور خلوصِ نیت کے ساتھ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرنے والے اور ہر آن اس کے ساتھ گہری قلبی وابستگی اختیار کرنے والے بنیں۔ امام ہمام ایدہ اللہ الودود کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے ہر لحظہ آستانۂ الوہیت پر متضرعانہ دعائیں کرتے رہیں اور دربارِ خلافت سے جاری ہونے والے تمام احکام اور تحریکات پر ہمیشہ پورے اخلاص کے ساتھ والہانہ لبیک کہنے والے ہوں یہی وہ روح ہے جو نہ صرف جماعت کے تمام موجودہ افراد میں پوری طرح موجزن ہونی چاہیئے بلکہ اسے احمدیت کی ہر آنے والی نسل کے ذہنوں میں بھی ایک میخ کی مانند راسخ کیا جانا چاہیئے تاکہ ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اللہ تعالیٰ کے اس مشروط انعام کی وارث بنتی چلی جائیں۔ حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بصیرت افروز اور فکر انگیز ارشادِ گرامی اسی امر کی جانب ہماری راہ نمائی کر رہا ہے کہ

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہی ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے تم خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے (آمین ثم آمین) (الفضل ۳۰ رمئی ۱۹۵۹ء)

(خورشید احمد انور)

ہفتۂ اطفال
۲۵ رتا ۳۱ رمئی ۱۹۸۰ء

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت مورخہ ۲۵ رتا ۳۱ رمئی ہفتۂ اطفال منائیں۔ تفصیلی اعلان بدر مجریہ ۸ رمئی میں ہو چکا ہے اور خطوط بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اس ہفتہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کی بھرپور سعی کریں اور پھر اپنی مساعیٔ جمیلہ سے دفتر مرکزیہ کو آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

REGD. NO. P/GDP. 3 PHONE NO. : 35

THE WEEKLY **BADR** QADIAN–143516

KHILAFAT-NUMBER

تبرکات

اپنے آپ کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھو

مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ قائم رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک نتشل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اسے آگے چلاتا چلا جائے اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے راستہ میں روک بن گئے اس کے راستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہو گا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہو گی اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں"

تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ حصہ نمبر ۳ ص ۱۱۹ و ۱۲۰

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۸۰ء

۱۸، ۱۹ فتح ۱۳۵۹ ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۹ ہش ۱۹۸۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہو گا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں جو احباب جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں وہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں تشریف لے جا سکتے ہیں اور قادیان و ربوہ کے روحانی اجتماعوں سے مستفید ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ احباب اس روحانی اجتماع میں شرکت فرما سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان